جذيوني والميك والميك وكالما أخدرها المراجع فتركا للمراد فحتوا لمكالفة فبالطقة جنوب فجلا أخف تروك بتذلك الماري المراجة المؤالا الأوال

صدلة سرل ما الحد صناقا دری ورز بخش کے قصع بَرَعَقيد کادِلَ وزيجموعَه











فيقيض وحاليف والميت وفراما المحدر معاجرا سترمين عظم مند فعنوالم الشيعة مقرما المشادم منت محكم أخف تركي حناله فان كقار ودي أرتبي ملال والرفا









©جم لەحقوق بحق مصنف محفوظ

:: ملنے کے پتے ::

9837817726 9584758571 9827175631



انتسارے







اشرف



صدائے دل

محدا شرف رضا قادري

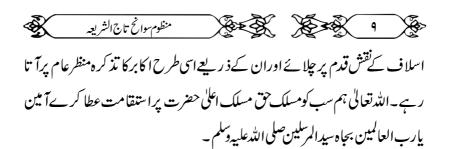
حوصلہ جس میں نہیں ہوتا فلک چھونے کا وہ یرندہ تبھی یرواز نہیں کر سکتا ایک عرصہ سے بیخوا ہش دل میں مجل رہی تھی کہا بنے مرث دگرا می حضورا مین شريعت علامة سبطين رضاخان بريلوي عليه الرحمه كى منظوم سوانح مبار كه سپر دقر طاس كروں بفضله تعالى وبكرم رسول حبيبه الاعلى بيكام بهمى مرحلة بحميل كويهونجاا ورتين سوتيره اشعب ارير مشتمل منظوم سوانح امين شريعت کا ديده زيب گلدسته منصئة ثهودير آيا ـ ارباب علم ودانش اورصاحبان فکر دنظر نے مطالعے کے بعد حوصلہ افزا کلمات سے اس کام کی یذیرائی کی اور رضویات کے باب میں اسے ایک خوبصورت اضافہ قرار دیا۔ ابھی منظوم سوانح امسین شریعت کی رسم اجرابھی نہ ہویائی تھی کہ اسی دوران عالم اسلام کی عبقری اور بلند قامت شخصیت حضورتاج الشریعه علامه شاه مفتی محمد اختر رضا خاں قا دری از ہری کی وفات حسرت آیات نے یوری دنیائے اسلام کو ہلا کرر کھدیا۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی رحلت سے جوسنیت کا خسارہ ہوااس کی تلافی کے آثار بھی نظر نہیں آتے۔خب دائے عز وجل ان کے درجات ومراتب کوبلندفر مائے اوران کاعلمی فیضان پوری دنیا میں حب اری وسب اری



کے امکاناتی درواہونے سے جھے کیا کسی سلیم الطن شخص کوانکار نہیں ہوسکتا۔ اس ضمن میں کے امکاناتی درواہونے سے جھے کیا کسی سلیم الطن شخص کوانکار نہیں ہوسکتا۔ اس ضمن میں بھی جھے رائے عامہ کا انتظار رہے گا۔ اس منظوم جموعہ میں کوئی خوبی نظر آئے تو اسے حضور امین شریعت علامہ بعلین رضا اور حضورتا نی الشریعہ علامہ اختر رضا از ہری کی نواز شات اور ان کی کرم فرمائی جانیں اور کوئی خامی درآئی ہوتو اسے اس فقیر کی علمی کم مائگی تصور کریں۔ بھم یم قلب دعا گوہوں کہ مولائے قد پر میری اس کا وش قکر کی کو قبول و منظور فرمائے اور تا ملت علامہ شاہ سلمان رضا خاں اور شہز ادہ تانی الشریعہ قائد ایل سنت علامہ شاہ محفور سلمان خاں قادری دامت برکاتہم العالیہ کا جن کے کرم کا سائبان جھے حضور امین شریعت اور خاں قادری دامت برکاتہم العالیہ کا جن کے کرم کا سائبان جھے حضور امین شریعت اور انہیں آ فاق میں جگم گا تار کھے۔ آمین سید الرسلین سائٹ پیں ہونے دیتا۔ پرورد گارع لم



بيرطر يقت شهزاد دامين شريعت حضرت علامهالشاه مفتى محد سلمان رضاخان قادري مدخلهالعالى سجاده نشين خانقاه امين شريعت بريلي شريف حضورتاج الشريعه رحمة اللدعليدكي ذات اللدتعالي كےان وليوں ميں شار ہوتی ہے جن کی مقبولیت کانقش اللہ تعالیٰ دلوں میں جما دیتا ہے۔ آپ اس جہان فانی سے تشریف لے گئے۔ ہرآ نکھاشکبار ہوگئی۔ دل بے قرار ہو گئے۔ اہلسنّت آپ کی رحلت کے داغ سےاب تک مضمحل ہیں محفل اہلسنّت سونی سونی محسوں ہوتی ہے۔ ان کا سابہ اک بجلی ان کا نقش یا چراغ وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی عزیز مکرم مولا نامحدا شرف رضاسبطینی کہند مثق شاعر ہیں کئی عمدہ کلام ان کے قلم سے منصبَہ شہود پر آ چکے ہیں۔ان کے کلام میں درد وسوز بھی ہے اور تڑ پ بھی۔اد بی چاشنی بھی ہے اور فنی حسن بھی۔ انقلابی فکر رکھتے ہیں۔ ان کے صحت مندانہ رجحانات کا اظہارا شعار سے بجا طور پر ہوتا ہے۔ان کی فکر احسن وصالح ہےجس سے اشعار میں حوصلہ افزا ماحول ساز گار ہو گیا ہے۔ آپ نے حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان اقدس میں سوانچی پہلو سے عدہ مضامین نظم فرمائے ہیں۔جس میں حیات اقدس کے کئی گو شے بہت خوب صورتی سے مثل موتی پروئے ہیں۔حضور تاج الشریعہ کی تقویٰ شعار زندگی برعمدہ انداز سے روشنی ڈالی ہے۔ الله تبارک و تعالیٰ! عزیز موصوف کی اس منظوم کاوش کو قبول فرمائے۔ انھیں







بيرطريقت، نبيرهٔ اعلى حضرت، قائدا بل سنت، شهزادهٔ تاج الشريعه حضرت علامه الشاه

مفتی محمد عسحبر رصن خال قادری مدخلهالعالی ،سجاد ^{فثی}ن خانقاه تاج الشریعه بریکی شریف

بسمر الله الرحمٰن الرحيم

نحمدى ونصلى على رسوله الكريمر

اعز القدر مولا نااشرف رضا قادری سلمه الباری (خلیفه حضورتاج الشریعه) کی تازه فکری کاوش' منظوم سواخ تاج الشریعهٔ کو چیده چیده مقامات سے ملاحظه کیا۔خوب سے خوب ترپایا۔ یقیناً مولا نا موصوف پر اباحضور (تاج الت ریعه) علیہ الرحمہ کا خصوصی فیضان ہوا ہے کہ انہوں نے مختصر سے وقت میں ' نظم' ، جیسے صنف شخن میں اتن اہم کتاب تصنیف فرمائی۔

وصال کے بعد سے، ی عقیدت مندان اہل قلم نے حیات درخشاں کے مختلف عناوین پر خامہ فر سائی کی ہے، کسی نے نثر کی صورت میں تو کہیں قصائد ومنا قب کی صورت میں ۔ لیکن مولا نا موصوف اس معاملہ میں مقدر کے سکندر نگلے کہ ان کی یفکر کی کا وسٹس منظوم سوانحی تحریر کے طور پڑ قش اول ہے، اب اس باب میں خامہ فر س کی کرنے والے ہر صاحب قلم کے لئے موصوف کی ذات نقش راہ بنے گی ۔ کیوں کہ اس قلمی کا وش کے ذریعے موصوف نے جہان تاج الشریعہ کے اس باب میں اولیت کا مقام حاصل کر لیا ہے۔



ایں سعادت بز ورباز ونیست

فقیر قادری ان کے روثن ستقبل کے لئے بارگاہ مولیٰ میں دعا گو ہے۔اللہ تعالیٰ انہ بیں جزائے خیر عطافر مائے۔



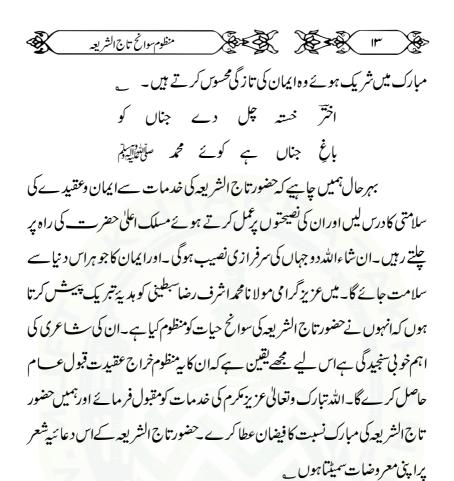


مجابدسنيت ،محافظ مسلك اعلى حضرت حضرت علامدالشاه

حضور سيدمجد حسيني مياں انثر في

مدخلدالعالی سجادہ نشین خانقاہ اشر فید شمسیہ رائجور شریف کرنا ٹک عزیز گرامی مولا ناا شرف رضا سبطینی صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ انھوں نے حضورتاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی سوانح منظوم قلم بند کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ موصوف نے اس منظوم سوانح کے ذریعے حضورتاج الشریعہ کے مبارک مشن مسلک اعلی حضرت پر استفتامت کی فکرنظم میں پیش کی ہوگی ۔جس سے اہلسنّت کو تفویت حاصل ہوگی۔

حضورتاج الشريعہ نے اپنی مبارک زندگی سے یہی در سس دیا کہ دین پر استفامت اختیار کی جائے۔ ہر ہر باطل قوت سے اپنے ایمان وعمل کی حفاظت کی جائے۔ مسلک اہلسنّت جساس ز مانے میں مسلک اعلیٰ حضرت سے جانا پہچانا جاتا ہے، پر شخق سے قائم رہا جائے۔ خود حضورتان الشريعہ نے فرما یا تھا کہ مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو زندگی دی گئی ہے اسی کے لیے وہ خود بھی اس مبارک مسلک پر قائم رہے اور دوسروں کو اسی راہے تن کی طرف چلنے کی تصیحت کرتے رہے۔ وہ متائے ایمان ایسے سلامت لے گئے کہ جوان کے جناز ک





مسلک اعلیٰ حضرت سلامت رہے خیر سے سنیوں کی جماعت رہے



تیری حیات کا ہرایک ورق روشن ہے

خليفة حضورتان الشريعة حفزت مولانا محم عن لام مصطفى لعيمى (مديراعلى سواد إعظم دبلى)

اپ خیالات و مانی الضمیر کوا داکرنے کے لئے انسان یا نثر کاسہارالیتا ہے یا پھر بصورت نظم اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ حالا نکہ نثر ونظم کے علاوہ اشارات وغیرہ سے بھی مانی الضمیر کی ادائیگی کی جاتی ہے لیکن اس کا استعال بہت اشتثنا کی صورتوں میں کیا جاتا ہے اس لئے اس پر گفتگو کا یہاں محل نہیں۔ نثر ونظم دونوں کی مانی الضمیر کی ادائیگی کا ذریعہ ہیں لیکن دونوں کے مابین کافی امتیاز وفرق موجود ہے پہلے ہم انہ میں دونوں کے متعلق مخصر سائڈ کرہ کریں گے تا کہ آپ ہاتھوں میں موجود اس بلند پایہ کتا ب منظوم سوائح تاج الشریعۂ کے علمی مقام اور خصوصیات سے آشائی حاصل کر سکیں۔ اردوا دب اور نشر وانظم اور خصوصیات سے آشائی حاصل کر سکیں۔

اردوننژی ادب :اردوادب کے دوبڑی صنف ہیں : ننژ اورنظم، ان میں سے پہلانٹریا اردوننژی ادب وسیع دائر ہ رکھتا ہے۔جبکہ نظم ایک محدود دائر ہ رکھتی ہے۔ 'ننژ' تین حرفی لفظ ہے۔جن میں ن ، ث ،ر، شامل ہیں۔ننژ اردوادب میں خاص اہمیت کی



حامل ہے۔ نثر ایک ایسی اصطلاح ہے جس میں مصنف ، ادیب ، یا لکھاری بغیر کسی موزوں صنعت کے اپنے خیالات و مافی الضمیر کا اظہار کرتا ہے۔ اردوادب کی بنیا ددواصناف پر پڑی ہے جن میں شاعری[نظم] اور نثر شامل ہیں۔ اگر یوں کہا جائے کہ نثر اردوادب کے ایک باز دلی حیثیت رکھتی ہے تو غلط نہ ہوگا۔ اردوادب کو اگر شاعری نے عروج تک پہنچایا

ہے تو نٹری ادب نے بھی اس کے عروج کو برقر ارر کھنے کی بھر پورکوشش کی ہے۔ اردو نٹر میں مصنفین اپنے خیالات کا اظہار علم بیان کے سانچوں میں ڈھال کر بیان کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ۔ دورِجد ید میں شاعری کی نسبت نٹر عام عوام کوزیادہ متا تر کرتی نظر آتی ہے۔ نٹر کواب مزید شاخوں میں تقسیم کی حب چکا ہے جن مسیں اردو تحقیق ، اردو تنقید ، اردو طنز و مزاح ، انشائیہ ، ناول ، افسانے ، مضامین ، افسانے ، آپ بیتیاں ، رپورٹ ، سفر نامے ، مقالے ، مکا کے ، اور صحافتی کا کم شامل ہیں۔

وجه تسميه:

فر ہنگ عامرہ کے مطابق نثر کے معنی ہیں' بکھری ہوئی چیز' بکھیرنا، چھٹکا نا۔جب کہ ادبی اعتبار سے نثر کے معنیٰ ہیں بنخن پاشیدہ، وہ عبارت جونظم نہ ہو،غیر منظوم تحریر۔ یعنی ادب کا وہ پہلو جوایک نظم وضبط نہ رکھتا ہوا وربکھرا بکھرا ہو وہ نثر کہلا تاہے۔

عام طور پرنٹر ونظم کی تعریف کرتے ہوئے سیکہاجا تاہے کہ نٹر ایسا کلام ہے جس میں وزن اور قافیہ نہیں ہوتا،اورنظم وہ صنف شخن ہے جس میں وزن وقافیہ کا اہتمام کیا جا تا ہے۔ یہ تفریق عام طور پرتو درست ہے لیکن نیٹر مرجز' جونٹر کی ہی ایک قشم ہے، اس میں وزن پایا جا تاہے،اور'نٹر مقفیٰ میں قافیہ ہوتا ہے۔'نٹر مقفیٰ 'بھی نٹر کی ہی ایک قشم ہے۔ اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ نیٹر اورنظم میں کوئی ایسا قابل ذکر میکنی فرق باقی نہیں رہتا جس کی سب پر



دونوں کوممیز کیا جا سکے مشہور انگریزی ادیب ایڈ ورڈ السب رے (Adverd Alburte) نے نظم اور نثر میں ہیئت کے اعتبار سے امتیا زکرنے کی کوشش اس طرح کی ہے: ہی نظم میں وزن ہوتا ہے، جب کہ نثر میں وزن نہیں ہوتا۔

ﷺ شلم میں شاعران رعایتوں سے فائدہ اٹھا تا ہےجنھیں شاعر کے لیے جائز رکھا گیا ہے مثلاً وہ فعل اوراس کے متعلقات کی نحوی تر تیب سے انحراف کرتا ہے جب کہ نثر کے جملوں وزیر

میں فعل اوراس کے متعلقات مبتد ااور خبراپنے اپنے مقام پر ہوتے ہیں۔ ﷺ نظم کا اسلوب بعض اوقات نثر کی نسبت زیادہ قد امت کا تاثر دیتا ہے (غالباً یہاں قد امت سے مرادلسانی قد امت ہے۔ اور نقاد موصوف نے بیہ بات خاص طور پر انگریز ی شاعری کے حوالے سے کہی ہے) جہاں تک غایت اور مواد کا تعلق ہے نظم اور نثر میں بیفرق ہے کہ:

×	لوم سوائح تاج الشريعه	منط		K	X	r Ø	١A	X
	مثر كابنيادى فريضه معا							
							-4	يپنچ إن ا۔
بەنثر مى ^ي بىر	داخل ہوتے ہیں جبک	بن زياده	بذبات نظم مي	<u>م</u> ذاتی ج	راس _	يت او	ارکی شخص	☆فنکا
								کم دخل
صلے تعین	ورنثر کے درمیان فا	يدفح ا	<i>مر</i> سير عبدالة	ر پرڈ ا ^ک	خاصطو	وں اور	فف نقاد	☆ مختلا
			، مرج ذيل					
					ا ^ح يثيت			
		يتاہے۔	پردکھائی د ب	<i>کے</i> طور	مهمان	بهعارضح	میں جذ	ن ثر ش
		تى ہے۔	<u>س</u> تعلق رکھن	اِنيوں ـ	ل کی گہر	طور پرد	بنيادى	ي نظم
				لق رکھتے	ں سے) گهرائيو	ذ ^م ن ک	ن ثر ا
	قی رکھتی ہے۔	. درنگ با						
		اسیرہے۔	ی گویائی کی ا	ء باعث	نسوں کے	<u> </u>	حقيقت	☆نثر
		-6	ث ہوتی <u>ہ</u>	كحكاباعه	اضاف	علم میں	ה <i>א</i> ר _	تئ تئ
				مافهررتي	ی میں اض	علومات	بهاری ^م	ت¢نثر
			-4	لیتی ہے) کا سہا را	صورتول	حساس	م کی نظم
				نە توقى .	<u>سے وابست</u>	حقائق ـ	موجوده	£ نثر
				-4	ں پروتی ۔	ر ی تخلی ز	ميں موا	لي تي نظم
					ہوتی ہے			
					، پيدا کر:	رمسرت	كالمقصد	ئ ئي ^{نظم}



1 - کلام موزوں2 - شعر 3 - انتظام، بندوبست 4 - پرونا،موتیوں کوتا گے میں پرونا نظم سے مرادا بیاصنف سخن ہے جس میں کسی بھی ایک خیال کوسلسل بیان کیا جاتا ہے۔ دوسر لفظوں میں کہیں توظم ایک منظم کلام کا نام ہے ۔ بلحاظ موضوع نظم کی نوشتمیں ہیں: ا،حد - ۲، نعت - ۲، خزل - ۲، قصیدہ - ۵، مرثیہ - ۲، شہر آشوب، ۷، واسوخت ۔ ۸، گیت - ۹، ہجو



سوانحی تحریرات:

سیرت دسوانح کی کتابیںعموماً نثری پیرا بیہ میں کھی جاتی ہیں اورا سی میں کھنا آ سے ان بھی تصور کیاجا تاہے۔ کیوں کہ سیرت کا تعلق شخصیت سے ہوتا ہے، جبیہاصا حب سیرت ہوتا ے دیساہی انداز بیاں سیرت نگاری کا ہوتا ہے۔ چونکہ شخصیت کے کئی جھے ہوا کرتے ہیں کچھ شخصیات اتنی تہہ دار ہوا کرتی ہیں کہان پر گفتگو کرنا خاصے کا کام ہوتا ہے۔اسس لئے جملہ جہات پر بکمالہ گفتگو کرنے کے لئے نثری پیرا یہ ہی موزوں ومناسب ہوتا ہے۔ اسی لئے اکثر سیرت کی کتابیں نثر می ادب میں ہی کھی جاتی ہیں کیوں کہ سی بھی شخصیت کے جملہ جہات کا احاطہ کرنے کے جس آزادی صنف کی ضرورت پیش آتی ہے وہ نثری ادب میں ہی ممکن ہے۔ یہاں یہ بات بھی پیش نظرر ہے کہ بھلے ہی نثر کے لئے کسی بحراور ردیف کی ضروت نہیں ہوتی لیکن نثر کوجاذب اور پر کشش بن انے کے لیے مسلم کی ردانی،محاورات داستعارات کابرکل استعال،آ ہنگ اوراعلیٰ در جے کاتخسیل ضروری ہوتا ہے۔جس مت درزبان پرعبور ہوگااورتحر پر میں جتنی روانی ہوگی اسی درجہ کی نثری تحریر وجود میں آئے گی۔

منظوم سوانحی تحریر:

جس طرح ننز ادب عالیہ کی اہم صنف ہے اسی طرح نظم بھی ادب کا نم یاں حصب ہے۔ یوں کہہ لیں کہ ادب کے عروج کا ایک بڑ اذرید پنظم نہی ہے۔ یہی وہ صنف سخن ہے جو خواص سے لیکر عوام تک کی زبانوں پر چڑھ جاتی ہے۔ ننژ سے جہاں زیادہ تر خواص ہی واقف ہوتے ہیں مگرنظم سے عوام بھی بخو بی وابستہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے ننژ کے مقا سلے ظم زیادہ مقبول اور عام ہوتی ہے۔ حالانکہ نظم میں ایک ہی خیال کو سلسل بیان کیا جا تا ہے اور ال میں ردیف وقافیہ کی حد بندی لازم ہوتی ہے۔ اس لئے 'بصورت نظم' سوانحی تحریر ککھنا اس میں ردیف وقافیہ کی حد بندی لازم ہوتی ہے۔ اس لئے 'بصورت نظم' سوانحی تحریر ککھنا بڑے دل جگر کا کام ہے۔ کیوں کہ ایک ہی عنوان پر تسلسل سے اشعار کہنا، شخصیت کے اہم حصوں پر کلام کرنا بہت زیادہ ذہنی مشقت اور خون جگر جلالنے والاعمل ہے۔ اس لئے ذخیرہ نظم میں سوانح پر بہت کم منظوم کلام نظر آتے ہیں لیکن ادبا کی بھیڑ میں کئی جیالے ایسے بھی ہوتے ہیں جوابین ممدومین کے لئے آ رام کوتح کر چراغ وفا کورو شن کرتے ہیں، روشن کے لئے خون جگرڈ التے ہیں اور پھر قلم اٹھا کر عشق ووفا کی تاریخ رقم کرتے ہیں تب کہیں جا کرکوئی منظوم سوانح وجود میں آتی ہے۔

محترم ناظرين كرام!!

اس دفت جو کتاب ' منظوم سوائح تاج الشراية ' آپ ک پاتھوں کی زنيت بنی ہوئی ہے اس کے مرتب حضرت مولا نا محدا شرف رضا قادری زيد حبہ ہيں۔ موصوف جواں سال اور بلند حوصله عالم دین کے طور پر سامنے آئے ہيں اور پیچھلے پچھ دفت ميں اہل سنت کے جن نو جوانوں کی کھیپ نے اپنے علم وفن اور قلمی وتبلیغی خدمات سے جماعت کی اميدوں کو پر لگائے ہيں موصوف بھی اسی جماعت کا ايک نما ياں چہرہ ہيں۔ جنہوں نے بہت ہی مختصر عرصے ميں اپنی اخاذ طبيعت اور محنت شاقہ کی بدولت کی اہم مسلمی شہ پاروں کو باذ دق قارئين کے سامنے جد يدانداز ميں بيش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اور ابھی بھی بیہ علمی سفر پورے ذوق دشوق کے ساتھ جاری ہے۔

مولا ناموصوف آبائی طور پرصوبہ چھتیں گڑ ھ کے صلع بلو داباز ارکر بنے دالے ہیں یہ نصیب کے دھنی اور قسمت کے سکندر نکلے کہ شبیہ مفتی اعظم امین شریعت حضرت علامہ الشاہ مفتی محرسبطین رضا خال قا دری کی پرفیض صحبت میسر آئی ۔ اسی صحبت بابر کت



نے اس سونے کوکندن بنادیا۔اور پھراس سونے کی قیمت و چمک دفت کے ساتھ بڑھتی ہی چلی گئی اور آج عالم بیہ ہے کہ قلم کی رفتار کے آگے کتابوں کے صفحات تنگ دامنی کا شکوہ کررہے ہیں۔ادھرکسی چیز کا تہی پر تے ہیں کہ چنددن بعد ہی کتاب کے کممل ہونے کی خبر سناتے ہیں بیہ بلا شبہ فیضان ایمین شریعت اور اعلیٰ حضرت فاصل بریلوی کی نگاہ عنایت کی کر شمہ سازیاں ہیں۔

> چھو لیا ہے کسی فنکار کے ہاتھوں نے مجھے ورنہ پتھر بھی کہیں تاج محل ہوتا ہے

مولا ناانثرف رضاصا حب کے قلم نے پچھلے کچھوفت سے جس برق رفتاری کا مطل ہرہ کیا ہےاس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ قریب تین ماہ کے مختصر عرصے میں انہوں نے ۱۰۰ (صفحات پر مشتمل 'تصانیف تاج الشریعہ منب رمنظوم سوانح المسین اشریعت[صفحات ۱۱۲] استاذ زمن نمبر[صفحات ۸۰۴] اور اب قریب ۱۰۴ (صفحات پر مشتمل 'منظوم سوانح تاج الشریعہ اہل علم کی بارگاہ میں پیش کردی ہے۔

آفریں ہے اس ہمت مردانہ پر قلم کی یہ برق رفتاری اس وقت سامنے آئی ہے جب قلب وجگر حضور تاج الشریعہ علب الرحمہ کی رحلت سے نڈ ھال اور برکل ہیں۔ ہرخاص وعام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ک جشن صد سالہ کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ ایسے میں بیحاد شہ جانے کاہ پیش آیا جس نے پوری سنیت کو یتیم کردیا اور شرق تا غرب ملت اسلا میہ در دوکرب میں ڈ وب گئی لیکن ایسے نازک وقت میں بھی پچھا حباب نے حواس پر قابور کھا اور اپنے ممد وحسین کے مشن کو مذاخر رکھتے ہوئے آنسوؤں کو پی کرقلم سنجالا، اپنی سسکتی آہوں کو سینے میں جذب کیا، دل



میں اٹھنے والی درد کی لہروں کو بر داشت کیا اور بھر کی آنکھوں ، مغموم دل اور لرزتے ہاتھوں کے ساتھ قلم اٹھا کراپنے ممد وعین کی بارگاہ میں سچا خراج عقیدت پیش کرکے بیڈا ب کر دیا کہ بھلے ہی بیشجر سابید داراب نگا ہوں سے روپوش ہو گئے کیسی نزمن ننھے پودوں کو انہوں نے لگایا تھا اب وہ ملت اسلامیہ کی خدمت کے لئے ذہنی طور پر کمل تیار ہیں۔ اور اب ان یودوں نے بال ویر نکال کر سابید دار ہونے کا سفر شروع کر دیا ہے۔

تاج الشريعه كي شخصيت اور ابل علم كا خراج تحسين: تاج الشريعة عليدالرحمد کی شخصیت اتنی تهه دارا در کثیر الجهات ہے کہ جس پر گفتگو کرنے کے لئےصاحب قلم کاخود بھی علم وفن کا دھنی ہونالا زم ہے۔ یوں تو تاج الشریعہ کی حیات میں ہی آپ کی شخصیت اور علمی کارناموں پر اہل علم نے تحقیقی کام شروع کردئے تھے۔ لیے کن آ پ کے وصال کے بعد ترجیحی بنیا دوں اور خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ملک و بیرون ملک کئی رسالوں نے آپ کی شخصیت کے مختلف گوشوں پر شایان شان'' خصوصی نمبرات' نکال کرخراج عقیدت پیش کیااوران کی سواخی زندگی یرمختلف انداز سے تجزیاتی اور تحقیقی تحریر پی کاھی گئیں۔فقیر کی ناقص معلومات کے مطب بق ملک و بیرون ملک سے قريب ۱۶ ارسائل فے حضورتاج الشريعہ کی حيات وخدمات پرخصوصی شارہ نکال کرخراج عقيدت پيش كيا ب، ان رسائل كى فهرست درج ذيل ب: (۱) ما هنامه بنی د نیابریلی شریف ۲) سه ما ہی املین شریعت بریلی شریف (۳) ما ہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف (۳) ما ہنامہ کنز الایمان د ہلی







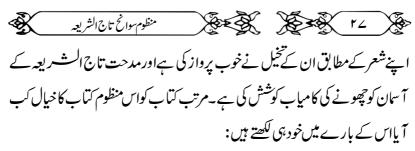
حکمت امین نثریعت تقریبا1500 صفحات، خطبات امین نثریعت تقریبا200 صفحات، نبوت کے تین امیدوار صفحات 150 ۔ اے عشق تیرے صدقے (نعتیہ مجموعہ 200 صفحات)

اعزاز: امین شریعت اوارڈ امین شریعت نمبر کی حسن تر تیب بدست شہز ادہ امین حضرت علامہ سلمان رضاخاں صاحب قبلہ بمقام بلوداباز ار ادارتی خدمات: چیف ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت (اردو) بریلی شریف چیف ایڈیٹر ماہنا مہامین شریعت (ہندی) چھتیں گڑھ سطور بالا میں صاحب کتاب کے بارے میں پڑھ کریدا ندازہ لگا نا کوئی مشکل کام نہیں

ہے کہ مولا نااشرف رضا قادری جواس وفت عمر کی 30 ویں بہار میں ہیں کیکن اوائل عمر میں ہی پختہ کا رصاحب قلم کے طور پراپنی ایک مضبوط شناخت بنا چکے ہیں۔

کچھ اس کتاب کے بارہے میں:

چونکہ میہ کتاب نظم کے پیرا میہ ملک صحیح گئی ہے اس لئے اس میں تاج الشریعہ کی شخصیت کے وہ حصے شامل نہیں ہیں جن کا تعلق خالص تحقیق وتد قیق سے ہے، کیوں کہ نظم کا دائرہ جن پابند یوں کا مطالبہ کرتا ہے اس میں ان سارے امور پر کلام ممکن نہیں ہوتا لیے کن مولانا اشرف صاحب کے حوصلے کی داددینا ہو گی کہ انہوں نے تاج الشریعہ کی شخصیت کے نچوڑ کو ایش ف صاحب کے حوصلے کی داددینا ہو گی کہ انہوں نے تاج الشریعہ کی شخصیت کے نچوڑ کو ایش ف صاحب کے حوصلے کی داددینا ہو گی کہ انہوں نے تاج الشریعہ کی شخصیت کے نچوڑ کو ایش ف صاحب کے حوصلے کی داددینا ہو گی کہ انہوں نے تاج الشریعہ کی شخصیت کے نچوڑ کو ایش ف صاحب کے حوصلے کی داددینا ہو گی کہ انہوں نے تاج الشریعہ کی شخصیت کے نچوڑ کو ایش ف صاحب کے حوصلے کی داد دینا ہو گی کہ انہوں نے تاج الشریعہ کی شخصیت کے نچوڑ کو ایش ف میں نہیں کہ پڑھنے کے معد طح ذین پڑھنے کے معد سطح ذین پر حضورتا ج دوصلہ جس میں نہیں ہوتا فلک چھونے کا دوہ یرندہ کبھی یرداز نہیں کر سکتا



^{در} میر بے پچھا حباب نے اس طرف تو جددلائی اور اصرار کیا کہ جب حضورا میں نثر یعت کی منظوم سوائح آپ نے لکھ دی ہے تو کتنا اچھا ہوتا کہ حضورتاج الشریعہ کی حیات وخد مات مبار کہ کے چند گوشوں کونظم میں تحریر کر دیتے ۔ چونکہ اس طرح کے کا موں سے ایک نی تاریخ بھی رقم ہوتی ہے اور ایک ریکا رڈ بھی قائم ہوتا ہے۔ انہیں محبت بھر کے کلمات اور حوصلہ افز اجملوں نے میر یہ شعور کو سر ودفکر عطا کیا اور عرس چہلم میں بریلی نثر یف میں ہی میں نے فیصلہ کرلیا اور بار گاہ اعلی حضرت میں دعاما نگی کہ اے خدا وند عالم ! اپنے ان محبو بین الناس کو میں بھی اپنی بساط کے مطابق روشناس کر اسکوں ۔ '

[منظوم سوائح تاج الشريعه: ص٢]

ساعت قبولیت میں مانگی گئی دعارد نہ گئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کے صدق مصنف کی دعا کو قبول فر ماتے ہوئے قلم کو وہ روانی عطا کی کہ چند ہی ایام میں ایک بلند پایہ منصرَ شہود پر آگئی جس کے لئے عام حالات میں کافی وقت درکار ہوتا۔ ذال کی فضل اللہ یو تیہ من یشاء۔

کتاب کے محاسن:

سی کتاب کی سب سے بڑی خوبی میرمانی جاتی ہے کہ اسے پڑھتے ہوئے اکتا ہے۔ احساس نہ ہو۔ بلکہ ہرآنے والاصفح**۔ ہل سن حزید ک**امطالبہ کرے۔چونکہ نظم



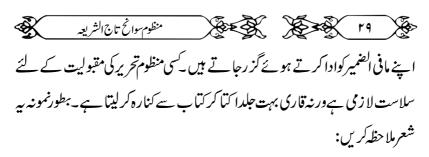
میں جذبات کا دخل زیادہ ہوتا ہے اس لئے اگر کوئی کتاب ہاتھوں میں ہواور دل اسے کمل کئے بغیر رکھنے پرآمادہ نہ ہوتو ہجھ لیا جائے کہ مصنف نے اپنے مخلصا نہ جذبات کو بڑی سلیقہ مندی سے صفحہ قرطاس پراتا راہے۔

اس کتاب کو پڑھتے ہوئے صدائے دل یہی ہوتی ہے کہ کتاب کو کمل کرلیا جائے۔بلاشبہ مصنف نے تخیل کے خوب صورت تانے بانے کو بڑی سلیقہ مندی کے ساتھ وزن اور بحر کی لئے کے ساتھ خوب صورت مو تیوں کی لڑی میں پرودیا ہے۔جسس کا ایک ایک دانہ دل کو لبھا تا ہے، نگا ہوں کو خیرہ کرتا ہے اور قلب وذہن کو راحت وسکون پہنچا تا ہے۔ چیند خصوصیات:

☆ پوری کتاب میں سادہ اور عام فہم لفظوں کا استعال کیا گیا ہے جو مقتضائے حال کے مطابق بھی ہے۔ چونکہ بیہ کتاب خواص کے لئے نہیں بلکہ عوام الناس کے لیے کھی گئی ہے اور ان کے فہم کا خیال رکھا ایک زیرک مصنف کی نشانی ہے۔

اور کارا مدبی مثلا ممارون کی پابتدی اور جماعت کا انہما م و نیزہ سیس کہ تصنف ۔ بیان کیا ہے:

سفر میں یا حضر میں جب تبھی وقت نماز آتا مصلی بندگی کے واسطے حضرت کا بچھ جاتا نمازیں باجماعت وہ اداکرتے تھے مسجد میں وہ سنت اور واجب بھی پڑھاکرتے تھے مسجد میں لیے کتاب کی سادگی اور سلاست بھی قابل دید ہے۔مصنف بڑی روانی اور چا بکد ستی سے



خداکے نام سے تحریر کا آغاز کرتا ہوں تخیل با وضو رکھتے ہوئے پرداز کرتا ہوں

اس شعر میں غور کریں کہ مصنف نے کتی روانی کے ساتھ مفہوم حسد یہ کو بیان کیا ہے۔فرمان رسالت سلی تی تی ج: کے ل امیر ذی بیال لا یہ۔ د أ ببسہ ماللہ فیھ و اقطع۔ (منداحمہ)

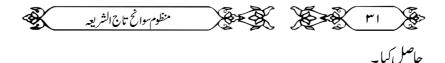
ہروہ امرزیثان جس کا آغاز اللہ تعالیٰ کے نام سے نہ کب حب نے وہ نامکس وناقص ہوتا ہے۔مذکورہ شعر کے مصرعہ اول میں مصنف نے مفہوم حدیث کوجت نی آ س انی اور سلاست کے ساتھ بیان کیا ہے وہ قابل دید ہے۔ یہی سلاست پوری کتاب میں نظر آتی ہے۔

☆ مصنف نے مختلف روایتوں کے مابین صحیح روایت کو بڑے ا^{حس}ن انداز میں بیان کیا ہے حالانکہ نثر میں اس طرح کی مختلف روایتوں کی تطبیق وضحیح خاصے الفاظ کا احاط کے کرتی ہے۔

۲۲ اہم تاریخی واقعات کوبڑ ^{ے حسی}ن انداز اور بہت آسان پیرا میں بیان کیا ہے۔تاخ الشریعہ کو حضور مفتی اعظم کا خلافت عطا کرنے کا واقعہ ایک اہم اور تاریخی واقعہ ہے اسس تاریخی واقعے کو مصنف نے اس انداز میں بیان کیا ہے:

تھاپندرہ جنوری انیس سو باسٹھ کا پیارا دن عجب تھی نورکی برسات ساری رات سارا دن

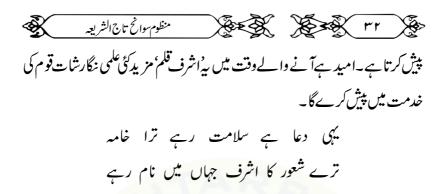
د الشريد الشريد الشريد الشريد
عمامہ مفتی اعظم نے باندھا اپنے اختر کو
دعائیں دے رہے تھے اہل محفل فخر ازہر کو
مذکورہ دونوں شعروں میں مصنف نے بڑی چا بکد سی سے دواہم تاریخوں کی جانب اشارہ
کیا ہے۔اولاً آپ کوخلا <mark>فت تفویض کئے جانے کی تاریخ، ثانیاً آپ کومادرعکمی جامعہاز ہر</mark>
سے ملنے والے' فخراز ہز' اوارڈ کا تذکرہ ۔ دونوں ہی اہم وا قعات کو بڑی خوبی کے ساتھ
استعال کرنایقینامصنف کی قادرالکلامی پردال ہے۔
اس سوانحی مجموع میں آپ کی فقیہا نہ، قائدانہ اور درسی زندگی پر بھی خوب روشنی ڈالی
ہے۔ شخصیت کے بیتنیوں حصےنما یاں اہمیت کے حامل ہیں۔
الم دوران کلام کٹی اہم شخصیتوں کا تذکرہ''سیرت نگاری'' کے تقاضوں کی پیمیل اور مصنف 🏠
کے دسیع المطالعہ ہونے کی گواہی دیتا ہے۔
الم میں آمد کا عضرنمایاں نظر آتا ہے، آورد کا شائبہ بھی نظر نہیں آتا۔ یہ بلا شبہ کمال فن 🛧
<mark>سے</mark> زیادہ کمال فیض کی حلوہ سامانی ہے۔
اہم وا قعات کوتاریخ کے ساتھ بیان کیا ہے جوعوام کے لئے زیادہ ضروری تھا۔
استعال کیا ہے جیسے بیان انکار کیلیے جیسے بیان انکار کیلیے 'جنب کی 🛠 عوامی ذوق کے مدنظر عام فہم لفظوں کا استعال کیا ہے جیسے بیان انکار کیلیے '
جَكَهُ متْ كااستعال-
کل ملاکر کتابوں کی بھیڑم <mark>یں بیہ کتاب ایک مفیداورخوب صورت</mark> اضافہ ہے۔جس کے
لئے مولا ناا شرف رضا قادری صاحب لائق شحسین اور قابل داد ہیں جنہوں نے نہایت ہی
قليل وقت ميں ايك بلنديا بيہ كتاب تصنيف فر ماكر جہاں بارگاہ تاج الشريعہ مسيں
خراج عقیدت پیش کیا، وہیں علم وادب کے خزانے میں ایک بیش بہااضا فہ کا اعزاز بھی



مولا ناموصوف ذی استعداد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خلیق وملنب راور متواضع طبیعت کے مالک ہیں۔جوسادگی ویرکاری ان کی تحریر میں نظراً تی ہیں وہی سادگی ان کی زندگی میں دکھائی دیتی ہے۔حددرجہ مہماں نواز،خوش اخلاق، ہروفت مسکرانے والاچیرہ علم نوازی، به سب اوصاف مولانا موصوف کی فطرت کالاز مد ہیں۔ موصوف فطری طور پر ایک متدین اور مخلص گھرانے کے چیٹم و چراغ ہیں۔اکابرعلما ومشائخ کی بارگا ہوں سے اکتساب فیض اورخدمت گزاری انہیں ورنہ میں ملی ہے،خود ہی بیان کرتے ہیں: ثنا گوئی، ثنا خوانی میرا پیشہ ہے آبائی مری شخیل نے اس کی بدولت ہی جلا یائی خدا کا فضل ہے اس قوم سے میرا تعلق ہے سدا عظمت شاسی میں جسے حاصل تفوق ہے جس بندے کوورا ثت میں اہل اللہ کی خدمت گزاری اورر متبہ شاسی ملی ہویقیناوہی څخص یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہے:

مچپتا شوق ہے دل میں میرے مدحت نگاری کا مجھے ہے حوصلہ باغ سخن کی حسن کاری کا

ای ''مدحت نگاری اور حسن کاری'' کے جلو ہے جابجا کتاب میں نظر آتے ہیں جو پڑ ھنے اور گنگنانے سے تعلق رکھتے ہیں۔اس اہم کتاب کی تصنیف اور بروفت اشاعت پر موصوف جماعت کی جانب سے شکر بیاور مبار کباد کے حق دار ہیں۔ فقیر اسیر صدر الا فاضل گدائے کو چہ رضا اس موقع پر موصوف کی خدمت میں ہدیہ تبریک



غلام مصطفی نعیمی مؤرخہ ۲۹ محرم الحرام • ۴ ۱۹ ه 10 اکتوبر 2018 ء بروز بدھ



منظوم خراج عقیدت :عمدہ کو مشش

نبیرهٔ شهنشاه کوکن خلیفهٔ امین شریعت و تاج الشریعه حصرت علامه ومولا ناابولحسنین سید آل رسول عبدالقا در جیلانی بغدادی (ممبئی مهارا شٹر)

پیش نظر کتاب'' منظوم سوانح سرکار تاج الشریعہ'' حضرت مولا نا محمد اشرف رضا سبطینی کے رشحات قلم وافکارِ تاباں کاعمدہ ومتاز ومرصع مرقع ہے۔ جسس میں انہوں نے اپنے مرشد اجازت قاضی القصاۃ فی الہند تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قا دری از ہری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ کے کئی گوشوں کو شعری پیر ہن زیب کرایا ہے۔ بیکھی ایک عمدہ خراج عقیدت ہے کہ منثو رسواخی کتابوں کے ساتھ ساتھ ؛ منظوم سواخی گوشوں کو اجا گر کمیا جائے اور اہلِ علم وا دب کے لیے مطالعہ کے کئی ابواب واکیے جائیں۔

رواں صد<mark>ی میں اکابراہل سنّت کی صف میں حضور تاج</mark> الشریعہ کا مقام نمایاں و منفر دہے۔ آپ کے تفقہ ، استقامت فی الدین ، تقو کی ، طہارت ، پا کیز ہ حیات۔ بتحقیقی قلم ، فقاو کی کی انفرادیت کا شہرہ سمتوں میں ہے۔ آپ اپنی ذات میں ایک جہان ہیں۔ ایک انجمن ہیں۔ ایک بزم ہیں۔ ایک پوری اکیڑمی کا جو کام تھاوہ آپ نے تن تنہا کی۔ عرب وعجم میں جو مقبولیت عامہ حضور تاج الشریعہ کو حاصل تھی وہ بھی بے شل ہے۔ عدیم منظوم موائح تان الشريعہ النظیر ہے۔ آپ مقبولیت کی عظیم منزل پر فائز ہیں۔ آپ کے افکار نے ایمان کے گشن میں بہاروں کا قیام کیا۔ آپ کی ہمہ جہت شخصیت ایسی ہے کہ ہر ہر پہلو کا اجا گر کیا جائے۔ سوائحی گوشوں کوتحریر کے سلسلے سے مربوط کیا جائے۔ منظوم خراج عقیدت پیش کیا جائے۔ یہ کتاب آپ کے سوائحی گوشوں کونمایاں بھی کرتی ہے اور نظم میں آپ کے افکار عالیہ کی تر جمان بھی ہے۔

چند خصو صیات: [1] منظوم سوانح سرکارتاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی یوں تو بہت می خصوصیات وامتیازات ہیں۔زیادہ نمایاں خصوصیت سے ہے کہ اشعار میں سنجیدہ مضمون نظم کیا گیا ہے۔جس سے سوانح کی علمی حیثیت بلندی پاتی ہے۔ [7] حقائق کے بیان میں سادگ ہے۔تصنع اور بناوٹ واداکاری کا شائیہ نہیں۔ [۳] حیات حضورتاج الشریعہ کا بیان خانوادہ اعلیٰ حضرت کی آفاقی خدمات کے تنا ظرمیں کیا گیا ہے۔

[⁴] تصلب دینی، تفقہ، بصیرت واستقامت کے پہلوخصوصیت سے بیان کیے گئے ہیں۔

[۵]اشعار میں روانی ہے یسکسل ہے۔ارتباط ہے۔جس سے فضا کہیں بوجس کن سیں ہوتی ۔ثقالت نہیں ہے یفنہیم بہآ سانی ہوتی ہے یتمثیل میں چندا شعار ملاحظہ کیجیے ہے

> مچلتا شوق ہے دل میں مرے مدحت نگاری کا مجھے ہے حوصلہ باغِ سخن کی حسن کاری کا بشکل نظم بیہ مدحت ولی ابن ولی کی ہے



سوائح حضرت اختر رضا خاں ازہری کی ہے وہ شہرت کے فلک پر مثل البخم جگمگاتے ہیں نہجانے کتنے ذرےان کے در سے فیض پاتے ہیں

[۲] زبان عام^فنم، سادہ، رواں دواں ہے۔ تکلف وآ ور دوغیر ضروری مضامیں کا گسان نہیں ۔تصنع و بناوٹ کا شائبہ نہیں ۔ کذب کا گز رنہیں ۔ ہر ہرمصرع حقیقت کا عنس از اور عقید**ت دمد**حت کا رمز آ شناہے ۔

[2] اشعار میں فنی التزام، شعری اہتمام، ادبی محاسن کا استعال بڑی چا بک دستی ومشاقی سے کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پوری نظم پڑ ھ جائے۔ نہ روانی متاثر ہوتی ہے۔ ن۔ ہی فضائے بسیط میں کہیں لچک اور کم زوری آتی ہے۔ ایسا لگتا ہے جمیع اشعار منسلک وموتیوں کی مالا کی مثل پروئے ہوئے ہیں۔

[۸] یوں تو حضورتاج الشریعہ کی حیات ِطیبہ سے متعلق، آپ کے عرس صد سالہ امام احمد رضا کے موقع پر، درجنوں کے حساب سے کتابیں شائع ہور ہی ہیں تا ہم منظوم سوانحی پہلو سے حضورتاج الشریعہ پر شاید سے پہلی کتاب ہے، ہاں! منا قب کے ایک محب مو سے کی اشاعت کی اطلاع ہے۔

[۹] آفاقی فکر، وسعتِ بیاں کا پہلو بھی اہمیت کا حامل ہے۔شاعر نے وسیح میدان چن ہے محض سوانحی پہلوؤں پرا کتفانہیں کیا بلکہ اثرات، ہمہ گیریت، مقبولیت، شہرت، دوام، نعلیمات، تفکرات کو بھی عنوان بنایا ہے۔جس سے ظلم میں کمال پیدا ہوتا ہے اور ندرتِ نخیل کوداددینے کو جی چاہتا ہے۔ (۱۰) حضور تاج الشریعہ کی قائدانہ اصابت فکر کو بھی عمدہ پیرایے میں نظم کیا ہے۔

جد هر وادق افکار کرنا سیرا مصلہ ہے جد هر بھی دیکھتا ہوں ان کے جلوؤں کی ہے تابانی مجھے تو دور تک ان کا نظر آتا نہیں ثانی

منظوم سوانح کی افادیت:

بہت سی طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں کہ منثور تذکر ہے مطالعہ کے ذوق پر بار ہوتے ہیں۔ایسے ذہنوں پر منظوم سوانحی زاویے خوش گوارا ترات ڈالتے ہیں۔ بلا شبدا فکا اِ امام احمد رضا کی خوشبو جہان بھر میں حضورتان الشریعہ نے پھیلائی۔اس لیے آپ کی تابت دہ حیات کے بیاں کے لیے ظلم کا میدان تنگ نہیں۔وادی بڑی زرخیز وشا داب ہے۔اشعار میں ایک جہان سمویا جا سکتا ہے۔جس کا اندازہ آپ کو اس منظوم سوانحی کتاب کے مطالعہ سے خوب ہوگا۔حقیقت میں شاعر موصوف نے اپنے فن کو ان اشعار کے تو سط سے جلا



بخش ہے۔ اللہ تعالی ! موصوف کی ان کاوشات کو شرف قبولیت عط فر مائے۔ اور ہمیں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ سے درسِ مل لے کراپنی زندگی میں تب و تاب وتوانائی پیدا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین بجالا سیدہ المرسلین علیہ الصلوٰ قوالتسلیھ۔



تقديم منظومر

ماهرر ضویات حضرت مولانا دْ اکٹر ا**مجد رضا امجد** صاحب قبله چيف ايد ير دومان^{ين} 'الرضا انٹر نيشنل' نيڊنه

خوشا قلبے کہ دروے عشق محبوب خدا باشد بلے ! عشق كرو ہر اہل دل در دل جلا يابد

عبادست پروردن زداغ عشق سینه را بهر سو بيند آن بسل زچيم خود مدينه را

زہے محبوب آل مردے نصیبے اوست ایں دروے دلے مجوب آں شخصے نمی فہمید ایں رمزے

صحابه تابعين و اصفيا عشق آشا بودند یرستاران وحدت را امیر و رہنما بودند



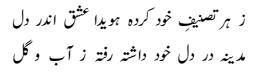
ابو بکر و عمر عثان و حیرر مقتدیان ند ہمہ عالم دریں راہے غلامان و گدایان ند

جنیر و شبلی و عطار را بیں عشق آموزی بتابد روئے تو دائم ز درد ہجر و دل سوزی

میان مردمان حق رضائے احمد نوری چپیدہ ماند آل عاشق ہمہ دم را ز مبجوری

ہمہ خلق اورا گوید او امام العاشقیں بودے فنائے ذات شاہ رحمة اللعالميں بودے

محبت گر مجسم بودے آل را گر بشکلے بود درال عہدے بجز احمد رضا خال نیستے موجود





مزین کرد از عشق حبیب حق ہمہ دلہا نہان کے ماند آن رازے کرو سازند محفلہا

چنیں گویم چناں گویم ^تنم چنداں کہ گل چینی ز^{عش}ق نا تمام ما جمال یار مستغنی

حسن حسنین^ت و حامد *مصطق*ل جیلانی و اختر کسے بینی کجا بینی ہمہ از او وفا پرور

ببیں اختر رضا خاں ازہری تاج اکثریعہ را نداند چچ ^مس ذات و مقامات رفیعہ را

امام علم و فن بودے بہ شان جیت بودے مثال مفتى اعظم جمال قطبيت بودے

براہیمی چوں جوہر داشت حق گفتہ بہر طورے خیال رنجشے کردے نہ پروائے کسے جورے



کے کہ دارد حبِّ او عقیدہ اوست متککم برائے فتح این و آل دلیلے دارد او محکم

- شنیرم عالم ربانی داستم زوید او بخواندم عالم حقانی فهمیدم زوید او
- یکے شمع شبتان رضا بودے بہر رنگے خدا اورا بدارد دوست، الفت کن مجو جنگے
- ندانی گفتهٔ او گفته الله بود نادان حذر کن دائما جاناں زبد گوئی، مشو نالاں
- مبارک آں دلے دروے جمال جلوۂ اختر منور باد آں قلبے ز^{لع}ل جلوۂ اختر

ز ہے انثرف رضا خاں قادری رضوی و سبطینی زحسن خُلق او گویند آں را قرۃ عینی



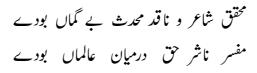
نصيبه يافت از علم وعمل حسن عقيدت را کند جان و دل خود را فدا تاج شریعت را

نظم آورد حالات حیات حضرت اختر سمندر به کوزه کرد شد از کار خود گوهر

زبان شعر شسته و سلیس و پر حلاوت است ینال خون جگر را سوختن خیلے عبادت است

ولادت تربیت تهذیب و تعلیمی لباقت را بانداز حسین کرده بیان حال فراغت را

قطب عارف مبلغ مرشد و مفتی مصنف بود مدرس متقی عالم مترجم او مئولف بود





نموده شرح این اجمال را شاعر بصد ذوقے سے کہ کردہ نا مقبول ایں دفتر او بر ذوقے

یقینا ایں سوائح است فیض حضرت سلماں نشان سیدی سبطین او مثل مہ تاباں

^{بف}یضِ اعلیٰ حضرت ایں سوائح گر قبول افتد مصنف را سعادت ایں زہے عز و شرف باشد

دعا گوید ترا این ننگ خلق امجد رضا امجد ہمہ قوت دہِ باشد رضائے اختر و احمد



منظوم تأئثر

مخزن علم وادب حضرت مولانا سلمان رضافريدي صديقي مصاحي باره بنكوى مسقط عمان

ہے چشمۂ الفاظ و معانی کا تسلسل یا دوش زمیں پر کوئی نگھری ہوئی کاگل

کاغذ کے ورق پر ہیں ثریا کے ستارے یا ابر شخیل سے برستے ہوئے دھارے

آفاق کے پردے یہ زمانے کے مناظر یا عکس جہاں، شیشہ افکار سے ظاہر

منظر ہی الگ ہے چہن شعر و شخن کا بے مثل ہر اک جام ہے خم خانۂ فن کا



ہیں بزم شخن میں کئی اصناف کی شمعیں جن سے ہیں شبحی عالم افکار کی راہیں

درجہ ہے مگر حمد کا اور نعت کا اعلیٰ اور نور مناقب ہے انہی جلوؤں کا ہالہ

در اصل بیہ رستہ در خالق سے جڑا ہے نیکوں کی جو تعریف ہے، تعریف خدا ہے

بے شُغل خوش انجام، خدا والوں کی مدحت واصف کو عطا ہوتی ہے کونین کی رفعت

سرکار کے مداح کی ہے شان نرالی وہ ذات ہے اعلیٰ، تو ہوا اجر بھی عالی

گزرے ہیں جہاں میں کئی حسانِ زمانہ اِس بحر نے بخشے ہیں کئی ڈرڈ لیگانہ



ر ہبر ہیں یہاں سعدی و بوصری و جامی چکے ہیں بہت حافظ و رومی و نظامی

ہے فکر رضا سے فلک نعت منور اس برج کے انجم حسَن و نورتی و اختر

مقبول خلائق، جَكَرَ و كاتى و بيرَمَ اور عشقی و نظمی اثرَ و فاتی و اعظم

اشرف بھی اُسی حلقۂ مدحت کی کڑی ہیں حکمت سے ہیں معمور، محبت کے دہنی ہیں

ہے رنگ ِ سخن اِن میں عنایاتِ رضا سے پُر نور ہیں سی، نعت و مناقب کی ضا سے

سبطین کے فیضان نے رفعت اِنہیں بخش اور تاج شریعت نے بصیرت اِنہیں بخش



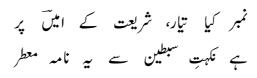
چھتیں گڑھ اشرف کے لئے علمی وطن ہے شرعتیہ ادارہ جو ہے وہ مادر فن ہے

اُس مرکز علمی سے ہے انثرف کی فراغت بخش ہے اُسی خاک نے یہ شان و وجاہت

پھر خدمت سبطین کا اعزاز ملا ہے دی سال، معیت کا حسیں ساز ملا ہے

سبطین میاں اور مرے تاج شریعت دونوں سے ہی اشرف کو ملا تاج خلافت

بیحد ہیں مہربان حسینی میاں اِن پر حضرت کی خلافت سے بھی اشرف ہیں منور





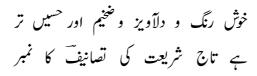
حضرت کے مقالات کی تدوین بھی کی ہے سیرت بھی بڑی خوبی سے منظوم لکھی ہے

سہ ماہی رسالے کی ادارت کا ہے ذمہ اِس عہدے کا خوبی سے نبھاتے ہیں تقاضہ

ترتیب مضامین کی استادِ زمن پر سیرت کا بیہ نمبر بنا خوشتر سے بھی خوشتر

·'اے عشق ترے صدقے''یہ ہے نعتیہ دیواں ہے مدحت آقا یہ یہ خوش رنگ خیاباں

اُس کے لئے دن رات رہی کوشش و محنت فرمائی مقالات حسینی کی اشاعت





بڑھ چڑھ کے کہا خدمت حق کے لئے اقدام ليعنى كئى تصنيفى و تاليفى كئے كام

اللہ تعالٰی انہیں مقبول بنائے رب ان کو مزید اوج کمالات دکھائے

ہے تاج شریعت کی بیہ منظوم سوائح حضرت کی جھلک خوب ہے اشعار سے واضح

لفظوں سے کمالات کی تصویر کھنچی ہے شخصیتِ مرشد کا بیہ عکس سُخنی ہے

وہ عظمت کردار کے اک کوہ گراں تھے وہ آب کمالات کے اک بحر رواں تھے

ڈوبے گا نہ اُس پیکر ادراک کا خورشید ہوتی ہی رہے گی سدا اُس نور کی تجدید



اُس نام سے آجاتی ہے ایماں میں حرارت جاگ اٹھتی ہے مومن کی رگ جاں میں حمیت

باطل کے لئے اک شررِ غیرت اسلام اور حق کے لئے ان کا جگر مخزن اکرام

گفتار کا اسلوب، عجب دکش و شیریں ہر بات تھی پُر نور، ہر اک قول تھا زریں

وہ آج بھی ملت کی حمایت میں کھڑے ہیں دیوار وفا بن کے وہ میداں میں اُڑے ہیں

حق کے لئے ہیں نازش ازہر متحرک سیماب صفت، اب بھی ہیں اختر متحرک

سرمایۂ ملت کے وہ بے باک نگہباں ارباب وفا ان کے کمالوں پہ ہیں نازاں





منظوم سوانح تاج الشريعي



بسعرالله الرحمن الرحيعر

خدا کے نام سے تحریر کا آغاز کرتا ہوں تخیل با وضو رکھتے ہوئے پرداز کرتا ہوں

مچلتا شوق ہے دل میں مرے مدحت نگاری کا مجھے ہے حوصلہ باغِ سخن کی حسن کاری کا

ثنا گوئی ثنا خوانی مرا پیشہ ہے آبائی مری تخلیل نے اس کی بدولت ہی جلا پائی

خدا کا فضل ہے ای قوم سے میرا تعلق ہے سدا عظمت شاہی میں جسے حاصل تفوق ہے

جو قوم اپنے بزرگوں کو ہمیشہ یاد کرتی ہے سمجھئے اپنے مستقبل کو وہ آباد کرتی ہے

جسے اپنے بزرگوں سے نہیں تھا واسطہ کچھ بھی تو پھر تاریخ میں اس کا نہیں ملتا پنہ کچھ بھی



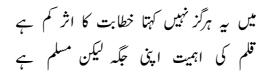
بفضلِ رب ، روش ہے اہل سنت کی قد یمانہ عقیدت کا ہمیشہ پیش کرتے ہیں یہ نذرانہ

تمبھی جلسہ سجاتے ہیں تبھی ہیں فاتحہ کرتے خطابت سے تبھی فرضِ محبت ہیں ادا کرتے

سجاتے ہیں ہمیشہ سے ہی یہ اعراس کی محفل بطور نذر کرتے ہیں فدا یہ مال و جان و دل

بیاں کرتے ہیں تقریروں میں ان کی شان اور رفعت کہیں پر نثر کی صورت، کہیں اشعار کی صورت

مگر تحریر کا اپنا الگ معیار ہوتا ہے ہمیشہ کے لئے نقش قلم ضوبار ہوتا ہے





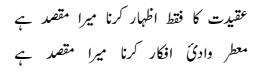
قلم کی کاٹ تو تلوار اور نیز ے سے ہے بڑھ کر جہادِ خامہ سے ڈرتے ہیں باغی اور اہل شر

بلا تاخیر اب عنوان کی جانب میں آتا ہوں سرِ محفل عقیدت کی نی شمعیں جلاتا ہوں

بشکلِ نظم بہ مدحت ولی ابن ولی کی ہے سوائح حضرتِ اختر رضا خاں از ہری کی ہے

وہ کیسی شخصیت ہے، جانتے ہیں سارے اہلِ حق عظیم الشان رہبر مانتے ہیں سارے اہلِ حق

وہ شہرت کے فلک پر مثلِ الجم جگمگاتے ہیں نہ جانے کتنے ذرےان کے در سے فیض پاتے ہیں





ے ان کی شخصیت اونچی ہے ان کا مرتبہ اعلٰ انہیں رب نے نبی کے عشق کے سانچے میں ہے ڈھالا

کٹی اصحابِ دانش نے لکھے ہیں تذکرے ان کے کتابوں اور رسالوں سے ہیں ظاہر طنطنے ان کے

بہت کچھ ان یہ لکھا ہے زمانے کے ادیوں نے کہا ہے تذکرہ شاعر سخنور اور خطیوں نے

کوئی گوشہ نہیں چھوڑا ہے ان کی زندگانی کا بہر سو رنگ ہے پھیلا ہوا جلوہ فشانی کا

جد هر بھی دیکھتا ہوں ان کے جلوؤں کی ہے تابانی مجھے تو دور تک ان کا نظر آتا نہیں ثانی

خدائے پاک نے بیحد انہیں عزت عطا کی ہے عجم کیا ہے عرب میں بھی بڑی شہرت عطا کی ہے



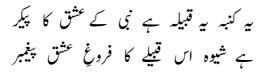
امام اہلسنت کے گھرانے میں ہوئے پیدا کہ جن کا عالم اسلام جان و دل سے ہے شیرا

زمانہ جانتا ہے اس گھرانے کی فضیلت کو بیہ دنیا جانتی ہے خوب امام اہل سنت کو

نمایاں شان حاصل ہے رضا خاں کے گھرانے کو ملا ہے عشقِ احمد اس گھرانے سے زمانے کو

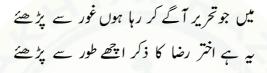
کوئی مانے یا مت مانے سیراک زندہ حقیقت ہے مقدس اس زمیں پر خاندانِ اعلی حضرت ہے

نبی کے عشق کا مصدر رضا کا خانوادہ ہے اسی کا تذکرہ بس آج کرنے کا ارادہ ہے





ہوا ہے دور تک چرچا رضا خال کے گھرانے کا میسر مجھ کو بھی موقع ہوا ہے فیض یانے کا



رضا کے جو بڑے فرزند ہیں حامد رضا صاحب یقیناً آسانِ فن کے ہیں وہ کوکب و ثاقب

پسر ان کے ہیں ابراہیم جیلانی میاں قبلہ انہیں کے ہیں پسر مدوح میرے ازہری دولہا

انہی کی مدح کے گوشے میں کچھ تحریر کرتا ہوں بدستِ خود عقیدت کا محل تعمیر کرتا ہوں

بریلی، شہرِ علم وفن، میں پیدائش ہوئی ان ک وہیں پر علمی، فکری، ذہنی آرائش ہوئی ان کی



ولادت تیرہ سو اکسٹھ ہے ،جری چودہ ذی قعدہ کسی نے تیرہ سو اکسٹھ صفر پیچیں ہے لکھا

انہی دونوں میں کوئی آپ کا یومِ ولادت ہے یہی''یونس رضا مونس اولیی'' کی روایت ہے

ہیں یہ ،مونس اولیی، معتبر سیرت نگار ان کے قلم پر اہلِ دانش کو ہے بیحد اعتبار ان کے

رضا کے خانوادے کا ہے یہ دستور عالی شاں محمد نام ہر بچے کا پہلے کرتے ہیں عنواں

پرز اسمعیل'' اصلی نام اور عرفی رکھا'' اختر '' بیه عرفی نام ہی جاری ہوا سب کی زبانوں پر

ولادت پر نئے انداز کی گھر میں خوشی چھائی کہ پھر سے گلشنِ نوری میں تھی تازہ بہار آئی



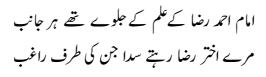
مسرت کی بہار آئی خوش کا کھل اٹھا غخیہ مرے اختر رضا خاں از ہری جس دن ہوئے پیدا

تھے بیچد خوبصورت دور سے چہرہ چیکتا تھا مہہ کامل کے جیسا ان کا سر تا پا دمکتا تھا

بلند اقبال آتے تھے نظر ایام بچپن میں کھلے مانند گل وہ مفتیٰ اعظم کے گلشن میں

بہت ہی پیار، ان کو مفتیٰ اعظم سے ملتا تھا پسر کو دیکھ، جیلانی میاں کا دل بھی کھلتا تھا

جد هر جاتے تھے وہ ملتی تھی علم وفضل کی خوشبو کتابوں کا ذخیرہ ہی نظر آتا انہیں ہر سو





وہ جس دن چار سال اور چار مہاور چار دن کے تھے ا قارب تسمیہ خوانی کو ان کے گھر میں بیٹھے تھے

تو جیلانی میاں نے ^{مف}تی اعظم سے فرمایا کہ ہے اختر میاں کی تسمیہ خوانی کا وقت آیا

یہ س کر مفتی اعظم کے چیرے پر خوش چھائی نواسے کو دعا دی اور بسم اللد پڑھوائی

کریں تعلیم کا آغاز جن کی مفتی اعظم ذرا سوچیں کہ ان کے علم وفن کا ہوگا کیا عالم

ہوا تعلیم کا آغاز یوں باضابطہ گھر میں پڑھاتی تھیں شانہ روز خود ہی والدہ گھر میں

علومِ دینیہ سے آشا حضرت کی امی تھیں اور ایسا کیوں نہ ہو وہ مفتی اعظم کی بیٹی تھیں



انہیں چاہت سے جیلانی میاں خود بھی پڑ ھاتے تھے علوم دینیہ سے آشا ان کو کراتے تھے

کلام پاک، اردو، فارسی یہ سب پڑھا گھر پر تھی ان کی قوت تفہیم بھی اعلیٰ سے اعلیٰ تر

ہوئے کچھ ہی دنوں میں منظر اسلام میں داخل ہوئے تحصیل علم وفن سے اک پل بھی نہ وہ غافل

نہایت شوق سے تکمیل کی درس نظامی کی ضا ہر سمت پھیلی علم و فن میں نیک نامی کی

تھے اک استاذ ماہر، منظر اسلام میں مصری انہیں حد درجہ انگریزی ادب پر بھی مہارت تھی

انہوں نے ابا جیلانی میاں سے یہ کہا آکر ذہانت میں نمایاں ہیں پسر یہ آپ کے اختر



ہے میری آرزو بیہ جامعہ ازہر میں ہوں داخل اصول دیں وہاں جاکر پڑھیں تو اور ہوں قابل

تھی جیلانی میاں کے اور کئی احباب کی خواہش لہذا تیز ان کے مصر جانے کی ہوئی کوشش

بڑھا اصرار تو علامہ جیلانی میاں نے تھی اجازت بخش دی اختر میاں کو مصر جانے کی

وہ تازہ حوصلے کے ساتھ پہونچ جامعہ ازہر مکمل تین سالوں تک سمیٹے علم کے گوہر

بڑی ہی محنتوں سے اکتساب علم فرمایا تو پھر اعزاز، سب سے اعلی پوزیشن کا ہے پایا

دیارِ مصر میں شہرت ہوئی اختررضا خاں کی جدھر نکلے اُدھر عزت ہوئی اختررضا خاں کی



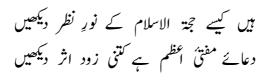
انہی ایام میں ہی پیارے والد کی ہوئی رحلت وہ دنیا چھوڑ کر ملک عدم کو ہو گئے رخصت

برا صدمه ہوا اختر رضا کو بہ خبر سن کر اچانک ہی غم و آلام کا چلنے لگے نشر

مگر صبر و تخل کا نہ چھوڑا ہاتھ سے دامن اگر چه لاکھ تھے رفخ و الم، اور بھی بہت الجھن

حصول علم دیں کا سلسلہ پھر بھی رکھا جاری اگرچه باپ کی رحلت کاغم تھا قلب پر طاری

گر بنجمیل علم دین کرکے ہی وہ گھر آئے لٹاتے خطے خطے میں معارف کے گہر آئے





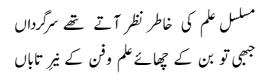
بریلی جب وہ پڑھ کے مصر سے تشریف لائے تھے تو استقبال کو ان کے، ہزاروں لوگ آئے تھے

بریلی ریلوے جنگشن پہ آئے مفتیٰ اعظم بڑا ہی دید کے قابل تھا ان کی دید کا موسم

دیا پھولوں کا تجرا مفتی اعظم نے اختر کو نگاہِ شوق سے سب دیکھتے تھے فخر ازہر کو

بریلی میں نرالے طور کا وہ خیر مقدم تھا نواسے کے لئے نانا کھڑا بادیدۂ نم تھا

وہاں سے خانقاہ رضوبہ تشریف جب لائے تو گھر والوں نے ان پر چاہتوں کے پھول برسائے





فروغ علم دیں کے واسطے بیتاب رہتے تھے خزال کے عہد میں بھی ہر گھڑی شاداب رہتے تھے

مدرس منظر اسلام کے وہ بن گئے آخر دکھائی اپنی سرگرمی فروغ علم کی خاطر

یڑھانے کا جدید انداز تھا مصری ادائیں تھی کہ شیخ مصر کی حاصل انہیں وافر دعائیں تھی

بڑے اخلاص سے وہ دین کی تعلیم دیتے تھے د ماغوں کو وہ تازہ قوتِ تفہیم دیتے تھے

سراپا خوش بیانی کے وہ ایک پیکر نظر آتے لب ولیحے میں وہ ہر ایک سے برتر نظر آتے

بیاں میں سادگی انداز میں جدت تھی جدت تھی حقیقت ہے کہ بولی میں حلاوت تھی حلاوت تھی



ادارے میں بڑے استاذ کا حاصل ہوا منصب ہوئے دینی مشاغل میں ہی ان کے صرف روز وشب

بڑی تعداد میں اس وقت بھی آتے تھے استفتا مسائل کا تشفی بخش حل فوری نکلتا تھا

انہیں پھر مفتیٰ اعظم نے سونپی مسئدِ افتا بیہ فرمایا کہ اے پیارے خمہیں دیتا ہوں یہ ذمہ

تلاشِ حل کی خاطر اہل حاجت روز آتے ہیں یہاں کے دارالافتا سے فتاوے لے کے جاتے ہیں

مخاطب کرکے لوگوں کو یہ بولے مفتیٰ اعظم کہ ہیں فقہ و تدبر کے مرے اختر میاں سنگم

انہیں میں آج سے افتا کی مسند پر بٹھاتا ہوں مکمل جانشیں اختر میاں کو میں بناتا ہوں



خوشی کا پھوٹ نکلا گویا سب کے دل میں فوارہ نہایت دید کے قابل تھا خوشیوں کا وہ نظارہ

نیٔ سرحد میں اس کے بعد اختر نے قدم رکھا جہاں تک ہو سکا افتا کی مسند کا بھرم رکھا

نیا اک باب وا فرما دیا تدبیر و حکمت کا تر و تازه کیا گلزار ^{تفهی}م شریعت کا

مسائل کے بڑی آسانیوں کے ساتھ حل نگلے مرے اختر رضا خاں اک فقیہ بے بدل نگلے

معارف کے گہر ہر سو لٹائے خوش بیانی سے ادب کو ارتقا بخشا نہایت جانفشانی سے

رکھا پیشِ نظر اسلام کے زریں اصولوں کو نہ کمھلانے دیا اخلاق کے شاداب پھولوں کو



الٹھے شہر بریلی سے اصولی رہنما بن کر خیال و فکر پر چھانے لگے اک مقتدا بن کر

شریعت کے اصولوں پر رہے وہ گامزن ہر پل جہاں میں عام کرتے تھے پیامِ احمد مرسل

ہوئے تھے مفتیٰ اعظم سے بچپن میں ہی وہ بیعت سمجھتے تھے وہ بچپن سے ہی اس بیعت کی اہمیت

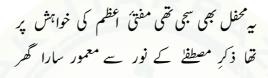
ہراک لمحہ نظر میں مفتی اعظم کی صورت تھی تصوف کے حوالے سے عیال ساری حقیقت تھی

خلافت مفتی اعظم نے کب بخش بتاتا ہوں ذرا ماضی کے رخ سے آج میں پردہ ہٹاتا ہوں

ہوا تھا ایک عرصہ مفتیٰ اعظم سے بیعت کو نگاہوں میں بسا رکھا تھا اُس فضل و سعادت کو



مکمل بیس سالوں بعد وہ ساعت بھی آ پہوتی سجی تھی محفل میلاد اک دن گھر یہ آتا کی



تها يندره جنورى انيس سو باسطه كا پيارا دن عجب تھی نور کی برسات ساری رات سارا دن

کئی میلاد خوانوں کو ملی تھی ذکر کی دعوت مؤقر ہستیوں کی ہو رہی تھی بزم میں شرکت

وہ جو برہانِ ملت، اعلی حضرت کے خلیفہ تھے بریلی شہر میں ہی ان دنوں تشریف فرما تھے

تھے علامہ نظامی تھی الہ آباد کے حاضر وہیں پر قاضی شمس الدین بھی تھے فقہ کے ماہر



کئی دیگر مشائخ بھی وہاں موجود تھے اس دم تها بيجد دلكشا منظر تها بيجد دلكشا موسم

عمامہ مفتیٰ اعظم نے باندھا اپنے اختر کو دعائیں دے رہے تھے اہلِ محفل فخر ازہر کو

ہوا فورا مبارک بادیوں کا سلسلہ جاری تصور شیجئے کتنی رہی ہوگی وہ رَت پیاری

خلافت ^{مف}تی ^{اعظ}م نے دی کتی محبت سے نگاہیں دیکھتی تھیں حضرتِ اختر کو حسرت سے

ملی بیہ روشنی تو حضرتِ اختر ہوئے شاداں رہے تا عمر پھر حلِ مسائل کے لئے کوشاں

خدائے ذوالمنن کے دین کی ہریل اشاعت کی جلائیں انجمن در انجمن شمعیں صداقت کی



نہ دنیا سے کوئی مطلب نہ دنیادار سے مطلب رکھا تو بس غلامان شہ ابرار سے مطلب

مسلسل ملت اسلامیہ کی پاسانی کی خیالاتِ امام احمد رضا کی ترجمانی کی

علومِ فلسفہ، منطق، بلاغت میں مہارت تھی تفقہ کے حوالے سے زمانے بھر میں شہرت تھی

توکل ،زہد میں تھے امتیازی شان کے مالک خدا کے فضل سے تھے قوتِ عرفان کے مالک

تسلسل سے گئے دورے یہ بیرونِ ممالک بھی انہیں آرام سے رہنے کی فرصت بھی نہ ملتی تھی

مگر وہ دورہ تبلیغ سے جب گھر یہ آتے تھے تو اکثر مثق افتا اینے گھر پر ہی کراتے تھے



کیا دولت کدے پر درس قرآل کا عمل جاری کہا سب نے کہ ہے یہ سلسلہ بھی خوب معیاری

وہ اپنے گھر پہ طلبہ کو بخاری بھی پڑھاتے تھے بڑی تدبیر سے وہ مسلے کا حل بتاتے تھے

سمجھتے تھے بہت اہل وفا کی بیقراری کو کراچی بھی گئے اک بار وہ ختم بخاری کو

فنِ تدريس پر حاصل انہيں ازحد مہارت تھی اکابر کی طرح ان کے بھی اندر استطاعت تھی

بڑی اعلیٰ بصیرت سے وہ بیضاوی پڑھاتے تھے بخاری ترمذی مسلم وہ طحطاوی پڑھاتے تھے

وہ انٹر نیٹ پر بھی درس دیتے تھے بخاری کا نئے منظر پہ ہو خورشید گویا جانکاری کا



حلاوت تقى زبال مين اور انداز بيان ساده ساعت کے لئے ہوتا تھا خود ہی قلب آمادہ

خطابت میں الگ سب سے وہ اپنا ڈھنگ رکھتے تھے حريفان امام احمد رضا كو دنگ ركھتے تھے

ضرورت پر وہ انگریزی میں بھی تقریر کرتے تھے وہ یورپ میں بھی قلع عشق کے تعمیر کرتے تھے

مجل جاتے تھے اندازِ بیاں یہ ان کے دانش ور نہایت ہی جداگانہ تھا ان کی فکر کا تیور

جدید اسلوب میں وعظ وضیحت کرتے رہتے تھے وہ دیں کے باغیوں کی بھی مذمت کرتے رہتے تھے

دلوں کو موہ لیتا تھا خطابت کا لب و کہجہ کلاسیکی ادب میں تھا انہیں حاصل یدِ طولی



خطابت کا رہا کرتا تھا مدت تک اثر باقی اور ایپا کیوں نہ ہوتھی شخصیت بھی ان کی آفاقی

دیارِ غیر میں جا کر بھی مذہب کی اشاعت کی بڑی محنت سے اپنے مسلک و ملت کی خدمت کی

گئے امریکہ، افریقہ، کناڈا ،شام، کویت بھی عراق، ایران ،تر کی ،جر منی میں دعوتِ حق دی

بہت سارے ممالک میں گئے کیا کیا یہاں لکھوں میں ان کے دورۂ تبلیغ کی کیا داستاں لکھوں

مریدین ان کے شرق وغرب میں موجود ہیں بے حد قطارِ صوفیا میں بھی بہت اونچا تھا ان کا قد

ہزاروں اہلِ علم وفن چلے ان کی قیادت میں کہ آیا اہلِ حق کا اک بڑا حلقہ ارادت میں



ہے تھاما عالموں نے مفتیوں نے آپ کا دامن تصوف کا سجایا آپ نے کتنا حسیں گلشن

قدم خطی میں رکھا تو گلِ گلزار کر ڈالا کہ بے دینی کا قلعہ آپ نے مسار کر ڈالا

عقیدت کے شجر کی زندگی بھر آبیاری کی گلستان محبت کی سدا تزئین کاری کی

شعور و آگہی کا نور بھر ڈالا ہے سینے میں تصور میں ہمیشہ سیر کو جاتے مدینے میں

مدینے کی حسیں یادوں میں ہی سرشار رہتے تھے محمد مصطفے کے عشق میں بیار رہتے تھے

نبی کا ذکر سن کر بے خودی سی ان پہ چھا جاتی بہت روتے مدینے کی گلی جب یاد آ جاتی



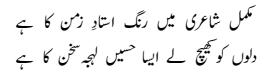
رسول یاک کی مدحت سے وہ آرام پاتے تھے جمد الله ذكر ياك سن كر جموم جات تص

ہے فنِ شاعری میں بھی بڑا اعلیٰ مقام ان کا پڑھا جاتا ہے بزمِ نعت میں اکثر کلام ان کا

کلام نعتیہ میں بھی سلاست ہے روانی ہے یہ ان کی وسعت افکار کی پختہ نشانی ہے

نٹے افکار کے جلوؤں سے اک اک شعر روثن ہے خیالوں کی تجلی سے ہر اک صفحہ مزین ہے

نئے جملے نی ترکیب میں ہے والہانہ پن عیاں ہے خوب لفظوں کے حسیں در پن سے فکروفن





عقیدت کی ہے شعروں میں بہر سو چاندنی کچھیلی ہے بیجد قابل تحسین انکی وسعت فکری

زبان وفکر وفن میں سرمدی نغموں کی لذت ہے ہے شیرینی ہی شیرینی حلاوت ہی حلاوت ہے

سخن کا نور یوشیدہ ہے الفاظ و معانی میں کہ تیزی ہے الگ ان کے تسلسل اور روانی میں

جدید اسلوب کی کرنوں سے مجموعہ منور ہے یا لالہ کی حنا بندی کا اک محسوس پیکر ہے

عقیدت کی فضاؤں میں ہوئی ہے پرورش ان کی اسی باعث تو اتنی شخصیت ہے پر کشش ان کی

مرے اختر رضا کا پاک خامہ نور اُگلتا ہے رضا کے فیض کا اشعار سے چشمہ اُبلتا ہے



حریم دل میں عشق مصطفیٰ کا دیے ہے روشن معطر ہے گل و لالہ سے ان کی فکر کا آنگن

عقیدے کی طہارت کا یہ اک سامان اچھا ہے مرے اختر رضا کا نعتیہ دیوان اچھا ہے

نظر آتا نہیں ہے نثر میں بھی آپ کا ثانی ہے ہر تصنیف میں علم و ادب کی جلوہ سامانی

انہیں منظر نگاری کا ہنر بھی خوب آتا ہے ادب کے نور سے ہر صفحہ کا دل جگمگاتا ہے

یقیناً ان کا اندازِ نگارش فاضلانہ ہے بیاں میں سادگی ہے اور طریقہ داعیانہ ہے

وہ تصنیفات میں بھی امتیازی شان رکھتے ہیں الگ معیار ہے ان کا،الگ پہچان رکھتے ہیں



ے اہل فن کی مجلس میں مثالی حیثیت ان کی زمانے میں بڑی باریک ہیں ہے شخصیت ان کی

جہاد بالقلم میں بھی ہوئے اجداد کے مظہر ملا اجداد سے ہی حق بیانی کا انہیں تیور

قلم سے خوب فکر و آگہی کو ہے جلا بخشی ہے ان کا سارا سرمانیہ بڑا علمی و تحقیق

وہ کشت فکرکو کمحوں میں ہی شاداب کرتے تھے نیا تعمیر علم و آگہی کا باب کرتے تھے

رکھا پیش نظر ہر کمحہ اصلاحی مقاصد کو نہیں تنقید کا موقع دیا کرتے تھے حاسد کو

وہ اصلاحِ مفاسد کے لئے بے چین رہتے تھے وہ تکمیلِ مقاصد کے لئے بے چین رہتے تھے



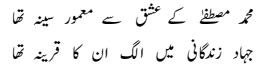
علوم عقلیہ اور نقلیہ کے خوب تھے ماہر یہ سب اچھی طرح ہے آپ کی تحریر سے ظاہر

ہمیشہ گفتگو کرتے تھے بنیادی مسائل پر رکھی علمی مباحث میں نظر اپنی دلائل پر

وہ شہرت کی بلندی پر ہوئے مثلِ قمر تاباں رہے گفتار و کرادر وعمل کی بزم میں ذیثاں

عظیم المرتبت ہتی کے پیکر میں نظر آئے وہ بن کر اختر برج ادب آفاق پر چھائے

نظر مرکوز رکھتے ہر گھڑی افراد سازی پر دیا افکار کی شاہین کو افلاک کا منظر





تھا جذبہ ان کے دل میں موجزن اصلاح باطن کا یہی تھا شغل ان کی زندگانی میں ہراک دن کا

تھے وہ اہلِ سنن کے ایک آفاقی نمائندہ سرِ بزمِ طریقت بھی نظر آتے تھے تابندہ

انہوں نے بیعت و ارشاد کا منصب سنجالا تھا چہار اطراف میں ان کے تفقہ کا اجالا تھا

تھی ان کے قلب میں دینی حمیت ابتدا سے ہی رہے پابندِ احکام شریعت ابتدا سے ہی

وہ پورے درسگاہی تھے مکمل خانقاہی تھے رسولِ مجتبٰی کے دین کے سچے سپاہی تھے

خدائے کم یزل نے دہر میں مقبولیت بخش بلاد عالم اسلام میں شہرت ہوئی ان کی



رضا کا علمی سرمانیہ وراثت میں ملا ان کو زمانه بول الٹھا وارثِ علم رضا ان کو

تعارف اپنے مسلک کا کرایا سارے عالم میں چراغِ فکر و دانش ہے جلایا سارےعالم میں

فروغِ اہل سنت میں کلیدی رول ہے ان کا لب و لہجہ انوکھا ہے، انوکھا بول ہے ان کا

جہاں بھی دیکھئے اختر رضا کا بول بالا ہے بچل ہی بچل ہے اجالا ہی اجالا ہے

قشم کھا کر میں کہہ دوں گا مقدس ذات ہے ان کی نرالا طور ہے ان کا، نرالی بات ہے ان کی

بفضل خالق أكبر بفيض سيّدٍ عالم رہے پیچم حمکتے جانشین مفتی اعظم



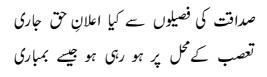
مجمع بھی حق بیانی سے نہیں پیچھے بٹے اختر تھی ان کی حق بیانی حاسدوں کے واسطے ختجر

یہی تو اعلی حضرت کے قبیلے کی نشانی ہے جو حق ہے اس کو حق کہنا یہ شیوہ خاندانی ہے

صداقت كا علم لهرا ديا ايوان باطل ميں عقابي حوصله پيدا كيا انفاس غافل ميں

نه سمجھوتہ کیا غدار سے اختر رضا خال نے کیا چھکنی قلم کے وار سے اختر رضا خال نے

اشداء علی الکفار کا بن کر رہے مظہر جھلکتا تھا قلم سے بوترابی فکر کا تیور





مخالف کے بیانوں پر نہ ہر گزکان دھرتے تھے تدبر سے جماعت کے لئے بس کام کرتے تھے

وہ اپنے دشمنوں کو تو ہمیشہ چھوڑ دیتے تھے مگر اسلام کے دشمن کا پنجہ موڑ دیتے تھے

زمانے میں یہی پیچان ہے اختر رضا خال کی ہراک خدمت عظیم الثان ہے اختر رضا خال کی

فروغِ عشقِ سلطان مدينه، تھا مثن ان کا معطر اس لئے اتنا ہے روحانی چمن ان کا

نہ چھوڑی دین کی تبلیخ ایامِ علالت میں دل وجاں سے رہے مصروف ملت کی اشاعت میں

مرض میں بھی تبھی تبلیغ کا دورہ نہیں چھوڑا جو معمولات ہستی تھی انہیں تشنہ نہیں چھوڑا



سفر میں یا حضر میں جب تبھی وقت نماز آتا مصلی بندگی کے واسطے حضرت کا بچیر جاتا

سرایا مفتی اعظم کے وہ عکس مجسم تھے مسلم عبقریت ان کی تھی وہ شیخ اعظم تھے

تھی ان کی امتیازی شان زہد و پارسائی میں زبان مشغول رمتي تقمى سدا مدحت سرائي مين

نمازیں باجماعت وہ ادا کرتے تھے مسجد میں وہ سنت اور واجب بھی پڑھا کرتے تھے مسجد میں

ہجوم خلق ہوتا تھا ہمیشہ مستفید ان سے نظر آتے تھے سب بیتاب ہونے کو مرید ان سے

مقدس ان کا تھا کردار اور سیرت مثالی تھی مرے اختر رضا خاں ازہری کی ذات عالی تھی



محبت سے انہیں جو دیکھتا ہو جاتا شیرائی زيارت كرنے والا دور كا ہو يا علاقائى

نہیں آتی ہے یہ مقبولیت ہراک کے حصے میں حقیقت میں یہ سب چیزیں ملی تھیں ان کوور ثے میں

خصوصی فضل جس انسان پر ہوتا ہے قدرت کا گلے میں ہار ہوتا ہے اسی کے عز و شہرت کا

جہانِ اہل سنت کے لئے وہ رب کی نعمت تھے نہیں ہے اس میں کوئی شک وہ ملت کی ضرورت تھے

مگر افسوس صد افسوس وہ دن بھی تو آنا تھا کہ ہم سب سے جدا ہوکر انہیں دنیا سے جانا تھا

نکل آتا ہے آنسو جب وہ کمحہ یاد آتا ہے فراق و ہجر کا صدمہ مجھے پل پل ستاتا ہے



تها وقت شام اور تاريخ تهى وه بيس جولائي اذاں ہونے گی اللہ اکبر کی صدا آئی

وہ کرنے عبدیت کا دکنشیں اظہار بیٹھے تھے وضو فرما کے مغرب کے لئے نتار بیٹھے تھے

مصلیٰ سامنے تھا رب کا سجدہ کرنے والے تھے سرِ اقدس کو اپنے سمت قبلہ کرنے والے تھے

مگر اے دوستو! کچھ اور ہی منظور تھا رب کو گئے وہ اس طرف، جس سمت بے شک جانا ہے سب کو

فرشتہ آ گیا خالق کا پیغام قضا لے کر چلے ملکِ عدم کو مسکراتے حضرتِ اختر

زبال په آ گيا الله اکبر اور دم نکلا رضا کا لاڈلا يک لخت ہی ملکِ عدم نکلا



کسے معلوم تھا ایسا اچانک سانحہ ہوگا جہان سنیت میں اس طرح سے عم بیا ہوگا

خبر سن کر وصالِ پاک کی غم ہو گیا طاری ہوا آنکھوں سے سب کی آنسوؤں کا سلسلہ جاری

بلاد عالم اسلام میں غم کی گھٹا چھائی ہوا اک شور بریا اور آہوں کی صدا آئی

خبر پھیلی کہ ہیں فرماگئے اختر رضا رحلت محبانٍ بریلی کی عجب ہونے لگی حالت

ہر اک شیرا ہوا مجروح اس صدمے کی شدت سے صدا افسوس کی نکلی زبانِ اہلِ سنت سے

جنازے کا بریلی سے ہوا اعلان جب جاری چہار اطراف سے ہونے لگی شرکت کی تیاری



سبھی بیتاب تھے اک آخری دیدار کی خاطر کئی ملکوں سے ان کے چاہنے والے ہوئے حاضر

بریلی میں عجب سیلاب تھا عشاقِ اختر کا جو تھی کالج کی حالت بس وہی منظر تھا باہر کا

نہیں تھی یاؤں رکھنے کی جگہ باقی بریلی میں جنازے میں کئی ذاتیں تھیں آفاقی بریلی میں

مسلمانان عالم كا برا مجمع اكتها تقا نه يوچيں كيفيت كيسى تھى سب كى، حال كيسا تھا

کوئی حیجت پر نظر آیا کوئی موجود زینے پر عجب تھا رنگ مدنی اس بر لی کے تکینے پر

ہزاروں جان دینے کے لئے تیار بیٹھے تھے کہ لاکھوں ان کا کرنے آخری دیدار بیٹھے تھے



بريلي ميں عجب تھا آ گيا سلاب انساني عیاں ہوتا تھا چہروں سے سرایا جوش ایمانی

یہ ملکِ ہند کی تاریخ کا پہلا جنازہ تھا کہ اتنے عاشقانِ غوث کا مجمع اکٹھا تھا

وہاں بھی بستی بستی قربیہ قربیہ کے لگے نعرے یقینا رشک کے قابل تھے ان عشاق کے جذبے

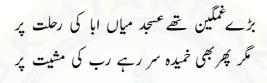
ہزاروں ترتقیں آئکھیں، بہدرہے تھے انٹک کے دھارے وصال ازہری سرکار سے مغموم تھے سارے

فقط بھارت نہیں دنیا کے ہر خطے سے لوگ آئے تھے بس اسٹینڈ اور جنگشن پہ بھی آلام کے سائے

نہیں تھی تل بھی رکھنے کی جگہ خالی بریلی میں کہ رحلت کر گئے تھے مرشدِ عالی بریلی میں



مشائخ اور اکابر کی جماعت بھی اتر آئی تها دل ديدار كا جويا، نگابي تحيس تمنائي



دلاسے دےرہے تھے حضرت عسجد میاں کوسب دعائیں مانگتے تھے لوگ ان کو صبر دے یارب

تسلی دی مشائخ نے، کہا مت توڑیے ہمت جہاں سے اک نہاک دن سب کوتو ہونا ہی ہے رخصت

جنازے کا مقرر وقت دن کے دس بجے کا تھا مقرر وقت پر ہی ہو گئے سب لوگ صف آرا

جنازے کی امامت حضرتِ عسجد نے فرمائی دعا کرنے فرشتوں کی جماعت بھی اتر آئی



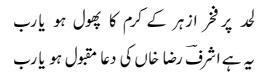
جنازہ حضرتِ اختر رضا کا شان سے نکلا دعا کا لفظ قلبِ صاحبِ ایمان سے نکلا

بھىدىشان و ادا اختر رضا خال اترے تربت ميں تېسم ريزيوں كے ساتھ پہونچ بارغ جنت ميں

اگر چه حضرتِ اختر رضا فرما گئے رحلت نشاں ان کے مگر مٹنے نہیں دے گی کمبھی قدرت

جو رہتا ہے شہنشاہ مدینہ پر فدا ہو کر جدا ہوتا نہیں ہے وہ نگاہوں سے جدا ہو کر

رہے گا حضرتِ اختر رضا کا نام پائندہ خدا والے تو مرکر بھی ہیں رہتے حشر تک زندہ









بسم اللهِ الرحمٰن الرَّحِيَّم عند إجازة السلسلة التالية القا البركاتيسة النوريسة المصطة نحمدة ونصلى على رسوله الكريم الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى خصوصاً على حبيبه سيدنا محمد المصطفى نبيته المجتبى رسوله المرتضى وعلى آله وصحبه أولى الصدق والصفا لاسيما الأربعة الخلفا. وعلى جميع التابعين وجديع أئمة الدين الحنفاء والأولياء العرف الاسيما الإمام الأعظم والهمام الأفخم أبس هستيفة كاشف الغتة إمام أئمة الشريعة الغراء والغوث الأعظم الغياث الأكرم سيدنا أبى محمد محى الدين والطريق البيضاء سيدنا الشيخ عبد القادر الجعيلاني رضى الله تعالى عنه وعلى جميع الصلحاء أهالي الوفا ثم علينا إلى يوم الجيزاء أما بعد فقد التمس منى جو (ركي صحمد... الترب برف ساكن بلودابان ب في مرود المانية المالية القادرية الرضوية النورية المصطفوية فأجزته على بركة الله تعالى ذو الجلال ثم على بركة رسوله الأعلى صاحب الجمال (جل جلالة وعم نوالة) وعليه الصلاة والتحية والشناءكما أجازنى شيخى وسندي وكنزي وذخري ليومى وغدي علامة الزمان مولانا الشاه محمد مصطفئ رضا خان المعروف بمفتىء أعظم الهند عليه الرحمة والرضوان ابن اعلى حضرت مجدد الملة والدين شيخ الإسلام والمسنمين رأس المحققين مولانا ألشاه أحمد رضا شان البريلوي رضى الله تعالىٰ عنهها بارك الله لنا ولة وأصلح عملي وعملة آمين آمين آمين برحمتك يا أرحم الراحمين

منظوم سوائح تاج الشريعه E E E 97 الاأشرفسيكي خلاافت - ندهر كامحتاج يهم عام المسنت كالمفتر اورتصوف ميي ميكهم و اين قل مربا، عجب ، مقد وصد ، كينه ، صب جاه قدير وتكبرو يندارو مغاد ومقد ومكاسط ومكر وفسيب ويهتان فيق وفجور ردنام سے بال بوکاسلای اخلاق سنسے آداستہ ر ورر بدعيده وكراه ومرتد فت مستخت نورك اورن سفود ووالا تستعلقين ېلى، دېدېزى ، اد نى نېچى مىلى كى قاديانى تېدىنى ۋو دودوليكران كر تد تى سايات المسلك للخلف مرقبا لم بينا اواس لسلمين تحوى يرتد المسكوللمقت بريلو وقتار في كسك بخوالم مسلك للخلف مرقبا لم بينا اواس لسلمين تحوى برتد المسكوللمقت بريلو وقتار في كسك بخوالم سب لذات فيدين مريد مس اسك يتقام فرفيون واجب بابندى كه تقا النك وقتون بالداكرية كالميدا فس سى في العقيد وكوار يطاكر في اجازت م المقط دعاكو م יי אל משוועל ייי אייי איי איי איי איי איי איי אייי ويتحظ فيهد حين الترق في

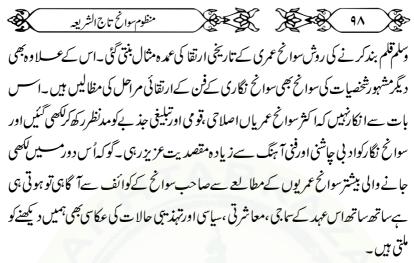


«منظوم سوائح تاج الشريعة» اک قابل تحسین کارنامہ

ڈاکٹ **رحمب حیین مثاہدرضوی مالیگاؤں (مہاراشٹرا)**

نام كتاب : منظوم سوائح تاج الشريعه مصنف : محمد اشرف رضا قادرى صنف : شاعری س اشاعت : بموقع عرس صد سالدامام احمد رضاد تيسر اعرس املين شريعت صفحات 96 : قمت : 50 ناشر : تحریک امین شریعت ، بریکی شریف مبصر : ڈاکٹر محمد حسین مشاہدر ضوی اردوادب کے ذخائر میں سوائح عمریوں کا ایک معتد بہا ثانة موجود ہے۔1857 ء کی ناکام

اردوادب نے د حامر یں سوال عمر یوں کا ایک معقد بہا تا شہ موجود ہے۔ / 185ءی نا کا م جنگ آ زادی کے بعد جب انگریزی ادبیات کے زیر اثر اردوادب ایک نے اور گونا گوں خصوصیات کے حامل دور میں قدم رنجہ ہوا تو دیگر اصناف ادب کی طرح سوانح عمری کو بھی بطور صنف سخن کا فی فروغ حاصل ہوا۔خصوصاً عربی اور فارسی سے اردو میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ

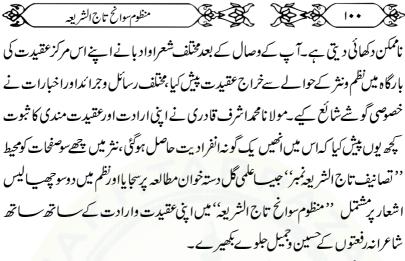


موجودہ صدی کے آغاز میں سوائح نگاری کافن ایک اہم تبدیلی سے آشا ہوا۔غلام رسول مہر، قاضی عبد الغفار، ما لک رام اور ابو سعید قریش وغیرہ نے اس فن کو نہ صرف ایک جدا گا نہ اور مستقل صنف عطا کی بلکہ مقصدیت کے بجاے ادبیت کو صلح نظر بنایا۔ ان حضرات نے اپنے ممدوح کے خاندانی ، سابق اور تہذیبی حالات کا ہی تجزیب سمیا بلکہ اس کی ذہنی اور نفسیاتی کیفیات اور فکروفن کی نقاشی بھی کی ۔ اسی دور میں عربی اور فارسی قصائد، طویل رز میذ ظلموں اور سوائح عمریوں سے متاثر ہو کر اردو میں منظوم سیرت النہ علیہ وسلم کا سلسلہ خیر بھی جاری ہوا۔ نی اکر م صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات وار میں علی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ خیر بھی جاری ہوا۔ خی اکر م منظوم سیرت نگاری کرتے ہوتے اردوا دب کے ذخیروں میں اضا فہ کیا۔ عقیدت وار ادب مندی کے چلتے بیشتر شعر امنظوم سیرت النہ علیہ وسلم کا سلسلہ خیر بھی جاری ہوا۔ نی اکر م منظوم سیرت نگاری کرتے ہوتے اردوا دب کے ذخیروں میں اضا فہ کیا۔ عقیدت وار ادب مندوں کے چلتے بیشتر شعر امنظوم سیرت النہ علیہ وسلم کا سلسلہ خیر بھی جاری ہوا۔ نی اکر م مندوں کے چلتے بیشتر شعر امنظوم سیرت النہ علیہ وسلم کا سلسلہ خیر بھی جاری ہوا۔ نی اکر م مندوں کے چلتے بیشتر شعر امنظوم سیرت النہ علیہ وسلم کا سلسلہ خیر بھی جاری ہوا۔ ہی اکر م مندوں میں دنگاری کرتے ہو ہے اردوا دب کے ذخیروں میں اضا فہ کیا۔ عقیدت وار ادب منظوم سیرت نگاری کرتے ہو ہے اردوا دوا دو بے ذخیر وں میں اضا فہ کیا۔ عقیدت وار ادب

اس وقت میر ے مطالعے کی میز پر مولا نامحدا شرف رضا قا دری (مدیر اعلیٰ سی ماہی امین شریعت) کی تازہ کاوش'' منظوم سوانح تاج الشریعہ'' سبحی ہوئی ہے اوریہی آج میر ی تبصراتی

See See See منظوم سوانح تاج الشريعه 99 کاوش کاعنوان ہے۔مولا نامحدا شرف رضا قادری اس وقت اپنی عمر کی متیسویں بہب رے گزر رہے ہیں،مبصران کی عمر دیکھتا ہےاوران کی زنبیل حیات میں جگمگاتے ہوئے علمی ا ثاثوں پرنظر ڈالتا ہے تو متحیر رہ جاتا ہے۔ موصوف کااشہب قلم نثر وظم دونوں ہی میدانوں میں سر پے دوڑتے ہوئے اپنی فتوحات کے پرچم گاڑر ہاہے۔سہ ماہی امین شریعت کی ادارت کی ذمیں داری وہ برحسن وخوبی نبھارہے ہیں،آپ کے موتے قلم سے خکلنے والے ادار یے عصری حسیت سے ملوقوم وملت کوانقلابی بیداری کا پیغام دیتے ہیں۔ ''امین شریعت نمبز' (صفحات 704) كى ترتيب وتدوين، '' تصانيف تاج الشريعه نمبر'' (صفحات 600) جيسے منفر دموضوع پر گراں قدرعلمی پیش کش، ''مقالات امان شریعت' (صفحات 193) کی آرایش وزیبایش، تین سو تيره اشعار پرشتمل' منظوم سواخ امين شريعت' (صفحات 112) كاعقيدت مندا نه شعري وفني اظهاريه، '' اعلى حضرت اعلى كيون؟ ''(صفحات 3 7) جيساا به تحقيقي مقت اله، ''سني اورو پايي عقیدے کے آئینے میں''(صفحات32)اصلاحِ فکرواعتقاد کے لیے مساعی جمیلہ،''اے عشق تير ب صدق''(نعتيه مجموعه صفحات 200) مد حت مصطفى صلى الله عليه وسلم كي لهلهاتي فصل بهاران اور 'منظوم سواخ تاج الشريعة ' (صفحات 96) تاج الشريعة جيسى متنوع صفات شخصيت كوخراج عقيدت اورمنظوم سوانح كے باب ميں اك عمدہ اضافہ کےعلاوہ زيرتر تيب تصنيفات و تالیفات کی ایک الگ طویل فہرست ہے۔ نثر ہو پانظم دونوں ہی میدانوں میں محمدا شرف رضا قادری ایک پختہ کارقلم کار کےروپ میں اپنی متحکم اورتو انا شاخت بنانے میں کامیاب دکھائی دےرہے ہیں۔

پیش نظر'' منظوم سوانح تاج الشریعہ'246 ما شعار پر مشتمل فخر از ہر مرشد طریقت تاج الشریعہ علامہ فتی تحداختر رضا قادری برکاتی از ہری بریلوی نو راللہ مرفت دۂ کی منظوم سوانح عمری ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی وفات حسرت آیات نے پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ان کے عقیدت مندوں کوغم وآلام میں مبتلا کردیا۔ آپ کا وصال عالم اسلام کا ایک ایسا نقصان ہے جس کی تلاقی



نثر میں سی شخصیت کی سوان خلم بند کرنانظم کی بہ نسبت خاصا آسان کام ہے۔ نثر میں میدان کافی کشادہ ہوتا ہے جب کہ نظم کے متلنا ہے میں شاعر پر بحور واوز ان کی یابندیوں کے ساتھ ساتھ شعری وفنی نوبیوں کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے آسان پیرایۂ بیان میں سادگی وسلاست سے مافی الضمیر کوادا کرنے کا تقاضابھی ہوتا ہے خصوصاً جب کسی ایسی شخصیت کی سوائح قلم سب رکی جارہی ہوجوخواص کے ساتھ ساتھ عوام کے بھی مرجع ومرکز ہوں۔اس لحاظ سے علم وفضل کے جبل شامخ متنوع خوبیوں کی حامل ذات حضورتاج الشریعہ کی حیات وخدمات کے باب میں'' منظوم سواخ تاج الشريعة، كوصفحة قرطاس يربكهيرت وقت مولا نامجمه اشرف رضا قادري كويقينا ب پناہ دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اس سوانح میں وہ حصے شامل نہ میں ہیں جن کاتعلق خالص تحقیق وند قیق سے ہے لیکن مجھے مولا نااشرف رضا قا دری کی فکری اٹھان اور قا درالکلامی کوداد و تحسین کے گل ہوٹے پیش کرنے میں کوئی باک نہیں کہ انھوں نے اپنے ممدوح کی اتنی طویل منظوم سواخ عمری وہ بھی ان کی جاں گداز رحلت کاغم والم سینے سے لگائے ان کے عرس چہلم ہے قبل ہی خوب صورتی کے ساتھ منظوم کردی۔ حیات تاج الشریعہ کے مختلف گوشوں کواس شاعرانه مهارت اورخوبی سے سجایا کہ قاری کے قلب ود ماغ پر حضورتاج الشریعہ کاحسین وجمیل نقش اوران کی زندگی کاروثن عکس جگمگ جگمگ کرنے لگتا ہے۔ ذیل میں چند متفرق اشعار

حی اوا بی الشرید منظوم سوائح تان الشرید نشانِ خاطر کریں اوروقت کے خطیم ولی ، قائد،فقیہ ،محدث ،مد بر مفسر مصلح ،ادیب ،شاعب ر اورصاحب دل بزرگ کے افکارِ عالیہ کے جلوۂ جہاں آ رامیں کھوجائے 🖕 مچلتا شوق ہے دل میں مسرے مدحت نگاری کا مجھے ہے حوصہ باغ تنخن کی حسن کاری کا بشکل نظم یہ مدحت ولی ابن ولی کی ہے سوائح حضرت اخت ررض حن ال از ہری کی ہے وہ شہرت کے فلک پر مشل انحب جگمگاتے ہیں نہ جانے کتنے ذربےان کے در سے نسیض پاتے ہیں تھے بے حد خوب صورت دور سے چہرہ چر کتا گھت مہ کامل کے جیب ان کا سرتایا دمکت اعت بريلى جب وہ پڑھ كرممر سے تشريف لائے تھے تو استقبال کو ان کے ، ہزاروں لوگ آئے تھے بریلی ریلوے جنگٹن سے آئے مفتی اعظم برا ہی دید کے مت بل تھت ان کی دید کا موسم سرایاخوش بیانی کے دہ اکے پیکرنظ رآتے اب و لہج میں وہ ہرایک سے برترنظ رآتے رکھ پیش نظر اللام کے زریں اصولوں کو نه کمھلانے دیااحنلاق کے بشادای پھولوں کو مسلسل ملت اسلامیہ کی پاسبانی کی خب الات امام احمد رضا کی ترجب انی کی وہ اصلاح مفاسد کیلیے بے چین رہتے تھے



خسدا سے لم یزل نے دہر مسیں مقبولیت بخش خسدا سے لم یزل نے دہر مسیں مقبولیت بخش بلاد عسالم اسلام مسیں شہر رہ ہوئی ان کی مگرافسوسس صہدا ہوکر افھیں دنیا سے حب نا کھت

مولا نااشرف رضا قادری نے اپنی اس طویل نظم میں عام بول چال، روز مرہ اور سادہ الفاظ کا بڑی حسن وخوبی سے استعال کیا ہے۔ اب ایسا بھی نہیں کہ سادہ لفظیات کے انسلاک مسیں شعریت اور اد ہیت کی چاشنی مفقو دہوگئی ہے بلکہ کہیں کہیں بولتی چیکتی اور دمکتی تر اکیب نے نظم میں جو دکشی اور جمالیاتی حسن بڑھادیا ہے وہ قابل دیدوشنید ہے۔ تصویریت کا حسن اور منظر کشی کا جمال بڑ ادل کش اور حسین وجمیل ہے ، ذیل کے مصر عے بڑے کیف آگیں ، پر لطف اور شعر کی حسن و جمال اجالتے ہوئے شاد کا مراح ہیں ع مجھے ہے حوصلہ باغ سخن کی حسن کاری کا ع تخسیل باوضو رکھتے ہوئے یہ واز کرتا ہوں

درج بالامثالوں سے مولا ناا شرف رضا قادری کی زبان دانی اورلفظ و بیان پر مضبوط گرفت اور عمدہ دسترس کا داضح اشار بیہلتا ہے۔

مولانا اشرف رضا قادری نے اپنے مدوح کی تعریف وتو صیف میں زمین وآسان کے قلاب نہیں ملائے ہیں بلکہ حقائق کے بیان میں صداقت کا دامن ہاتھ سے چھوٹے نہیں دیا ہے کہیں بھی تصنع اور بناوٹ کی ادا کاری کا شائر نہیں گز رتا اور نہ ہی ہے جا مب الغد آرائیوں اور غلو واغراق سے کام لیا گیا ہے۔علم وفضل کے کوہ گراں حضور تاج الشریعہ کی ہمہ گیرو ہمہ جہت شخصیت کی خصوصیات کو محض 246 را شعار میں پیش کرنا نہایت مشکل امر ہے، سبر کیف ! فاضل مصنف نے آپ کی اہم اور نمایاں خو بیوں کو ہڑی دل کشی اور سنجید گی ومتانت کے ساتھ شعری حسن و جمال سے آراستہ ومزین کیا ہے۔کتاب چوں کہ خواص سے زیادہ عوام کو سامنے رکھ کر منظوم ہوائی جاس کے علیت کارنگ بہت زیادہ نظوم ہوائے تان الشریعہ لکھی گئی معلوم ہوتی ہے اس لیے علیت کارنگ بہت زیادہ نظر نہیں آتالیکن حضورتاج الشریعہ کی زندگی کے شب وروز کو بیان کرتے ہوئے جب مصنف آپ کی ان خصوصیات کو پیش کرتے ہیں جوعوام کے لیے کارآ مداور مفید ہیں مثلاً نمازوں کی پابندی اور جماعت کا اجتمام وغیرہ تو بے ساختہ دل سے دادو تحسین کے کلمات بلند ہونے لگتے ہیں۔ اس لحاظ سے مولا نا اشرف رض تا دری کی مرقومہ ' منظوم سوائے تاج الشریعہ' اصلاحی ، پیغامی اور آفاقی رشتوں سے ہم آ ہنگ ہوجاتی ہے۔

> سفر میں یا حضر میں جب بھی وقت نمساز آتا مصلی بندگ کے واسط حضر ت کا بچھ حب تا نمازیں باجماعت وہ اداکرتے تھے مسحب دمسیں وہ سنت اور واجب بھی پڑھاکرتے تھے مسحب دمسیں

مولا نااشرف رضا قادری نے حضورتاج الشريعه کی حيات تابندہ کا بيان خانوادہ اعسلی حضرت کی آفاقی خدمات کے تناظر میں کياان کی ولادت ، بچپن ، پر درش ، تسميه خوانی ، تعسيم و تر بيت ، والدين کی شفقت ، حضور مفتی اعظم کی عنايت ، درسيات کی تحسيل ، سفر مصر ، مصر ۔ والیسی ، استقبالیہ کی دل آویز منظر کشی ، مندا فقا پر دونق افر وزی ، فقتہی بصیرت ، تصلب فی الدين ، شريعت پر استقامت ، تاريخی واقعات ، تصنيف و تاليف ، سفر و حضر ، وعظ وارشاد، تر کيه نفس ، اصلاح باطن ، شعر و خن سے لگاؤ ، مسائل کے طل کے ليے جديد و سائل کا استعال ، در س و تدريس ، مدار س و مکا ت کا قيام ، قائدانه اصابت فکر ، سفر حضر ، وعظ وارشاد، تر کيه نفس ، مدارت و مکا ت کا قيام ، قائدانه اصابت فکر مين ، محتلف مما لک تي اين اسقار کے علاوہ مولا نااشر ف درضا قادری کے زرنگار قلم نے بڑی چا بکد سی اور مشاقی کے ساتھ فی الدین او بی محتر بی استقارت کے ای مقاد اور وفات حسرت آيات ، تجهيز و تلفين کا کر بسير بيان مولا نااشر ف درضا قادری کے زرنگار قلم نے بڑی چا بکد سی اور مشاقی کے ساتھ فی الم است دام اور او بی محتر کی ان کا ک سے کیا ہے ۔





حضورتاج الشريعہ کے وصال کے بعد آنے والی کتابوں کے گلہا ےرنگارنگ میں ' منظوم سوائح تاج الشريعہ 'ایک قابل تحسين اور منفر دکارنامہ ہے۔ بينہ صرف تاج الشريعہ کی حيات و خدمات کے باب ميں ايک دل کش اضافہ ہے بلکہ اردوادب کے گلياروں ميں بھی ايک بہترين تحف ہے کم نہيں۔ اہل محبت کے ساتھ ساتھ شعر وسخن سے دلچيپی رکھنے والے اہل نفذ ونظر سے اس کتاب کے مطالعہ کی بھر پور سفارش کی جاتی ہے۔ ديدہ زيب سرورق ، بہترين کم پوزنگ، عمدہ کا غذا ور مضبوط بائنڈ نگ والی اس کتاب کی قیمت صرف ايک سو پچاں روپے ہے، جس تحريک امین شريعت رائے پور ، چھتيں گڑھ سے باسانی حاصل کيا جاسکتا ہے، جس کار الط نمبر سے ہے: 177268

راقم مولا نااشرف رضا قادری کونهایت قلیل مدت میں شعری محاس سے لبریز ،فکروتخسیل کی بلندی سے آراستہ،ترا کیب ومحاورات سے مزین ، دل کش لفظیات کا نگارخانہ سموے ہوئے



عقیدت ومحبت کی والہانہ وارفتگی کے باوصف مختاط رویوں کی حامل اس خوب صورت کتاب کی اشاعت پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے، دعا ہے کہ اللہ کریم مصنف کو شاد وآبادر کھے اور وہ یوں ہی ہمیں نت نۓ علمی ذ خائر سے نواز تے رہیں، آمین !

(ڈاکٹر) محم^{حسی}ن مشاہدر ضوی 50:11 م[/] 1440 م/16 م[/] 10 مردسمبر 2018ء بروز اتوار، دو پہر 11 9420230235 / 9021761740 www.mushahidrazvi.com gmail.comwww.mushahidrazvi79